نمبر ۱۰۴ | مورخہ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۹ شوال سنہ ۱۳۴۹ھ | جلد ۱۸

## مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔ ۶ مارچ نماز جمعہ حضور نے موضع بھیرو بیچی میں پڑھائی جہاں الفضل کے رپورٹر نے پہنچ کر خطبہ جمعہ نوٹ کیا ۔

۶ مارچ لوکل انجمن نے محلہ دار الفضل میں ایک جلسہ منعقد کیا جس میں پنڈت لیکھرام کے واقعہ قتل پر جناب میر قاسم علی صاحب نے ایک مبسوط تقریر کی ۔

۷ مارچ مولانا نجم الدین صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور جامعہ احمدیہ قادیان کے معائنہ کے لئے تشریف لائے۔ آپ نے طلباء کے سامنے "تاریخ اسلام" پر ایک تقریر بھی کی ۔

نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ بابو فیروز علی صاحب جو ایک عرصہ سے بیمار چلے آتے تھے۔ ۷ مارچ وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ ہمیں اس صدمہ میں مرحوم کے لواحقین سے دلی ہمدردی ہے

# ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

## حضرت مسیح موعودؑ کے انصار دُنیا کی روشنی ہیں

### ۶ مارچ سنہ ۱۸۸۴ء کی تحریر

"میں یقیناً سمجھتا ہوں۔ کہ جو اخوان مومنین اس بات کے لئے توفیق دیئے گئے ہیں۔ کہ انہوں نے صدقِ دل سے اس احقر عباد کا [illegible] قبول کیا ہے۔ اُن کے لئے حضرت احدیت میں بڑے بڑے اجر ہیں۔ اور میں اجمالی طور پر ان کو عجیب نور سے منور دیکھتا ہوں۔ اور میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ نہایت ہی سعید ہیں۔ اور دُنیا کی روشنی ہیں۔ ایک الہام (براہین) حصہ چہارم کے صفحہ ۵۵۶ کی اخیری سطر میں درج ہے اور وہ یہ ہے وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ

یہ الہام اس کثرت سے بار بار ہوا تھا۔ کہ جس کی تعداد خدا ہی کو معلوم ہے اس میں بھی انواع و اقسام کے برکات کا وعدہ ہے۔ غرض کریم [illegible] کسی کو اپنی طرف بلاتا ہے۔ کہ جب اس کے طعام کا بندوبست کر لیتا ہے۔ تو وہی لوگ [illegible] کے خوان نعمت پر بلائے جاتے ہیں جن کو اس عالم الغیب نے اپنی نظر عنایت سے چن لیا ہے۔ سو جن کو اس نے پسند کر لیا ہے۔ ان کو وہ [illegible] ان کی خطیات کو معاف فرمائیگا۔ اور اُن پر راضی ہوگا۔ کیونکہ وہ کریم و رحیم اور بڑا وفادار اور نہایت ہی محسن ہوتا ہے۔" (الحکم ۱۹ مئی ۱۸۹۹ء)

# اخبار احمدیہ

## جملہ انجمنہائے یو۔ پی کیلئے اطلاع

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

کے فرمودہ خطبہ مندرجہ الفضل ۱۲ فروری ۱۹۳۱ء اور ناظر صاحب دعوت و تبلیغ کے تجویز کردہ لائحہ عمل کی بنا پر تمام احباب کرام اپنی اپنی ذمہ واری کا احساس کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اہم امور کی طرف جلد از جلد توجہ کریں۔ اور پوری تندہی سے ان امور کو اپنے ہاں جاری کر کے اپنے واجب الاطاعت امام کی بابرکت دعاؤں کے مستحق ہوں۔ وَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہ

**۱**۔ ہر جماعت ایسے طور پر نماز جمعہ کا انتظام کرے۔ کہ حتے الوسع کوئی احمدی کہلانے والا غیر حاضر نہ رہے۔ **۲**۔ اگر مسجد نہ ہو۔ تو ایک جگہ مقرر کی جائے۔ جہاں پر کم از کم فجر و مغرب و عشاء کی نماز باجماعت ادا کی جائے **۳**۔ اگر زیادہ احباب ہوں۔ اور دور دور فاصلہ پر رہتے ہوں۔ تو نماز باجماعت کے لئے دو یا تین مرکز بنائے جائیں۔ **۴** ہر جماعت اپنے ہاں قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا درس جاری کرے **۵**۔ ایک رجسٹر بنا کر تمام احمدیوں کے نام لکھے جائیں۔ اور ہر ایک سے ہفتہ وار یا پندرہ روزہ رپورٹ لی جائے۔ کہ اس نے کس کس غیر احمدی سے تعلق پیدا کر کے تبلیغ سلسلہ کی ہے۔ ایسے اجتماع کے لئے کوئی ایک خاص دن مقرر کر لیا جائے۔ **۶**۔ انصار اللہ کی جماعت قائم کی جائے۔ **۷**۔ ان امور کے متعلق ہر پندرہ دن کے بعد مجھے رپورٹ دی جائے۔ تاکہ میں مرکز میں تمام صوبہ کی مجموعی رپورٹ پیش کر سکوں۔ خاکسار غلام احمد مجاہد (مولوی فاضل) مبلغ یو۔ پی۔ معرفت پنجاب سائیکل ورکس امین آباد۔ لکھنؤ۔

## اپنی رائے سے جلدی مطلع فرمائیں

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

نے جلسہ سالانہ پر اور ایک خطبہ جمعہ میں جو ۵۔ فروری کے الفضل میں چھپ چکا ہے۔ فرمایا تھا۔ جماعت کے احباب حضور کو اپنی اپنی رائے سے اطلاع دیں۔ کہ آئندہ کن کن مضامین پر تبلیغی اشتہار (ندائے ایمان) شائع کئے جائیں۔ لیکن بہت کم دوستوں نے اس طرف توجہ کی ہے۔ اس لئے [illegible] جلد اپنی رائے سے دفتر ہذا کو اطلاع دیں۔ کہ آئندہ کن مضامین پر اشتہار لکھنے کے لئے حضور کی خدمت میں عرض کی جائے۔

نیز [illegible] جماعتوں نے ابھی تک ندائے ایمان نمبر ۲ نہیں منگوایا۔ وہ بہت جلدی منگوالیں۔ صرف چند ہزار باقی ہے۔

خاکسار۔ اسسٹنٹ سیکرٹری ترقی اسلام قادیان

## موضع کرور (اڑ بنگال) میں درس قرآن کریم

ضلع ٹپرا کے مزارعین کی بہبودی کی انجمن

کے سکرٹری صاحب لکھتے ہیں۔ ماہ رمضان میں مولوی ظل الرحمن صاحب احمدی مبلغ نہایت محنت اور قابلیت سے درس قرآن کریم دیتے رہے۔ جس میں احمدی۔ غیر احمدی سب شامل ہوتے رہے۔ یہ پہلا موقعہ ہے۔ کہ اس علاقہ میں ایسے معارف سننے میں آئے۔ اگر ہر سال ایسا مبلغ ہمیں مل جایا کرے تو بہت فائدہ ہو سکتا ہے۔

## بہاولنگر میں نئی جماعت

۱۳ فروری احمدیوں کی ایک میٹنگ ہوئی۔ اور بالاتفاق قرار پایا۔ کہ یہاں باقاعدہ جماعت بنائی جائے۔ اور شیخ اصغر علی صاحب پنشنر ہیڈ کلرک کو پریذیڈنٹ تجویز کیا گیا۔ جو خط و کتابت اور چندوں کے حساب کتاب کا بھی کام کریں گے۔ ہر ایک نے اپنی آمدنی کے مطابق چندہ لکھایا۔ محمد ابراہیم صاحب کو محصل مقرر کیا گیا۔ (نامہ نگار)

## درخواست ہائے دعا

**۱**۔ میں عرصہ چار ماہ سے جلسہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۰ء کے سلسلہ میں ایک ابتلاء میں ہوں جس کے نتیجہ میں میری ستقلی اور ترقی معرض خطر میں ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ اور احباب کرام دعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ نہ صرف اس ابتلاء سے مجھے محفوظ رکھے بلکہ آئندہ بھی ہر قسم کے شر سے بچائے خاکسار محمد اقبال حسین ہیڈ ماسٹر ڈی۔ بی ہائی سکول اور محل

**۲**۔ میرے بچے عبد الرحمن جنید نے بی۔ اے کا اور عبد الرحیم شبلی نے الیف۔ اے کا امتحان دینا ہے۔ تمام بہنیں اور بھائی دعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں دین و دنیا میں کامران فرمائے۔ اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچے خادموں میں رہ کر کامیاب زندگی صحت و سلامتی کے ساتھ بسر کریں۔ عزیز اسکینۃ النساء قادیان

**۳**۔ میں مع اہل و عیال ہندوستان آرہا ہوں۔ احباب دعا فرمائیں سلسلہ تعالیٰ بخیر و عافیت قادیان پہنچائے۔ خاکسار چوہدری محمد شاہ نواز۔ از مشرقی افریقہ

**۴**۔ میری بیوی عرصہ سے بیمار ہے۔ نیز ایک نو احمدی کی اہلیہ بھی علیل ہے۔ احباب [illegible] کی صحت کے لئے دعا فرمائیں [illegible]

**۵** میں یہاں اکیلا احمدی ہوں۔ مخالفت نہایت زور پر ہے۔ لوگ ہر طرح سے بائیکاٹ کر رہے ہیں۔ اور یہاں سے نکلوانا چاہتے ہیں احباب جماعت سے دعا کی التماس ہے۔ خاکسار حاجی عبد اللہ عرب میواڑ **۶**۔ میرے لڑکے کیلئے دعا کی جائے اللہ تعالےٰ اسے امتحان میں کامیاب کرے۔ خاکسار محمد شفیع از گوجرانوالہ۔

**۶**۔ میں عرصہ چار پانچ ماہ سے بیمار ہوں۔ احباب دعا فرمائیں اللہ تعالےٰ صحت کلی عطا فرمائے۔ خاکسار شیخ محمد بشیر آزاد انبالہ شہر

**۷**۔ برادرم محمد اسلم صاحب پسر ڈاکٹر فضل الدین صاحب۔ لاہور میو ہسپتال میں بیمار ہیں۔ احباب دل سے دعائے صحت فرمائیں خاکسار عبد الرحمن شاکر

## دلی توجہ سے دعاءِ صحت فرمائی جائے

بزرگانِ ملت کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ محترمہ سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی طبیعت ان دنوں ناساز ہے۔ انہیں درد جگر کا بہت سخت دورہ ہوتا ہے۔ ایک دفعہ پہلے کشمیر میں ہوا تھا۔ اب پھر وہی حالت ہے حضرت ام المومنین علیہا السلام کی طرف سے بزرگانِ سلسلہ کی خدمت میں تاکیداً گزارش ہے۔ کہ سیدہ محترمہ کی صحت اور شفائے عاجل کے لئے نہایت توجہ اور الحاح سے دعا فرمائی جائے۔

## ولادت

ہمیں محترم سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب کے تار سے یہ معلوم کر کے بے حد مسرت ہوئی۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ان کے فرزند سیٹھ علی محمد صاحب کے ہاں ۳ مارچ فرزند عطا فرمایا۔ سیٹھ صاحب نے اس خوشی میں "الفضل" کے غریب فنڈ میں مبلغ دس روپے ارسال فرمائے ہیں۔ ہم سیٹھ صاحب اور آپ کے تمام خاندان کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ مولود کو عمر دراز عطا فرمائے۔ اور خادمِ اسلام بنائے۔

**دعائے مغفرت**۔ چوہدری عبد العزیز صاحب جو جماعت عزیز پور کے ایک مخلص کارکن تھے۔ فوت ہو گئے ہیں۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔ خاکسار محمد ابراہیم

## صفیہ بیگم سکالرشپ

ہمارے ایک معزز بھائی سید رحمت علی شاہ صاحب بی اے نے جو کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ کے باشندہ ہیں۔ اور آجکل بمبئی کے محکمہ کسٹم میں ایک اچھے عہدہ پر ملازم ہیں۔ اپنی مرحومہ بیوی کی یادگار میں صدقہ جاریہ کے طور پر ان کے نام سے ایک وظیفہ ۵ روپے ماہوار احمدیہ گرلز سکول قادیان کی کسی مستحق لڑکی کے لئے جاری فرمایا ہے۔ شاہ صاحب نے جو ایک قابلِ قدر یادگار اپنی مرحومہ بیوی کے لئے قائم فرمائی ہے۔ اس کا شکریہ ہے۔ اور دعا ہے۔ کہ اس صدقہ جاریہ کو خدا تعالےٰ مرحومہ کی ترقی درجات و حسنات کا موجب بنائے

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

## افسوسناک وفات

نہایت ہی رنج اور افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ سیکنڈ لفٹیننٹ محمد ایوب خان ساکن مانڈہ متصل گڑھی حبیب اللہ خان جو ایک مخلص نوجوان طالب علم تھا [illegible] چند روز بیمار رہ کر اپنے وطن میں فوت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم اپنے والد کا اکلوتا بیٹا تھا۔ اور بچپن میں ہی اس کا والد فوت ہو گیا تھا مولوی عبد الحق صاحب اپیل نویس ایبٹ آباد کی کوشش سے مرحوم نے قادیان میں تعلیم پائی۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ اس کے بالغ ہونے پر جائداد کورٹ آف وارڈ سے نکلی تھی۔ ہمیں اس افسوسناک حادثہ پر مرحوم کے لواحقین سے دلی ہمدردی ہے۔ احباب مرحوم کے لئے دعاء مغفرت کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۰۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء | جلد ۱۸

# مُسلمانانِ بنارس کی مظلومی

## گورنمنٹ اور سرکردہ مسلمانوں کی توجہ کے قابل

پچھلے دنوں مسلمانانِ بنارس پر جن کی آبادی ہندوؤں کے مقابلہ میں بہت تھوڑی ہے۔ ہندوؤں کی طرف سے جو مظالم توڑے گئے۔ اور جو ستم ڈھائے گئے۔ ان کی تفصیلات نہایت ہی دردناک ہیں مردوں کے علاوہ عورتوں اور چھوٹے بچوں پر بھی نہایت وحشیانہ حملے کئے گئے۔ اور نہایت بے رحمی سے انہیں موت کے گھاٹ اتارا گیا مسلمانوں کے مکانات جلا دیئے گئے۔ حتیٰ کہ کئی ایک مسجدوں کو سخت سے سخت نقصان پہونچایا گیا۔ ان کے فرش فروش جلا دیئے گئے۔ قرآن مجید چاک کر کے سڑکوں پر پھینکے گئے۔ مسلمانوں کی دوکانیں لوٹ لی گئیں یہ سب کچھ محض اس لئے کیا گیا۔ کہ مسلمان کانگرس کی خلاف قانون سرگرمیوں میں شریک نہ ہوئے۔ اور شورش پسندوں کا آلہ کار بن کر گورنمنٹ کے لئے پریشانی کا موجب نہ بنے۔ نہایت ہی رنج اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس کا خمیازہ انہیں بہت بُری طرح بھگتنا پڑا۔ اور قیام امن کی ذمہ دار پولیس کی موجودگی میں بھگتنا پڑا*

ہمیں معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ بنارس میں مسلمانوں کی قلت اور کمزوری کے مقابلہ میں ہندوؤں کی کثرت اور غلبہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک لمبے عرصہ سے یہ طریق چلا آتا ہے کہ کوتوال شہر مسلمان ہوتا ہے۔ اور اعلیٰ پولیس افسر انگریز۔ جب تک یہ انتظام قائم رہا۔ کبھی اس قسم کا کوئی فساد رُونما نہ ہوا۔ جس میں مسلمانوں پر اس قدر ظلم و ستم کیا گیا ہو۔ حالانکہ بنارس میں کئی مساجد ایسی ہیں۔ جو مندروں کے بالکل پاس ہیں۔ اور جہاں ہر وقت فساد کا خطرہ ہو سکتا تھا۔ لیکن اب جبکہ سپرنٹنڈنٹ پولیس ہندو ہے۔ فساد برپا ہوا۔ اور مسلمانوں کو بے حد نقصان اٹھانا پڑا۔ ہندو یہ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ فساد کا سارا الزام مسلمان کوتوال پر لگائیں۔ اور اس کے تبادلہ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ محض یہ ہے۔ کہ ہندوؤں کو طاقت اور رسوخ حاصل ہے۔ ان کی مدد کے لئے بڑے بڑے ہندو لیڈر موجود ہیں۔ اور ان کی حمایت میں شور مچانے والے ہندو اخبارات ان کی پشت پر ہیں لیکن مسلمان بے یار و مددگار ہیں۔ کوئی ان کی مدد کرنے والا نہیں*

ہمیں بتایا گیا ہے۔ کہ دوران فساد میں پولیس کا جس میں ۸۰-۷۰ فیصدی ہندو ملازم ہیں۔ طرز عمل مسلمانوں کے لحاظ سے نہایت ہی افسوسناک رہا ہے حتیٰ کہ بنارس کے مشہور ہندو لیڈر بابو بھگوان داس کو بھی اپنی ایک تقریر میں کہنا پڑا۔ کہ کہا جاتا ہے۔ لوگ پٹتے رہے۔ اور پولیس دیکھتی رہی۔ ہندوؤں کے خاص محلوں کی ناکہ بندی نہ کی گئی۔ جس سے ہندوؤں کو موقعہ مل گیا۔ کہ جوش وحشت اور درندگی میں اندھے ہو کر دیوانہ وار نکل کھڑے ہوں۔ اور جہاں کہیں کسی اکیلے دوکیلے مسلمان کو پائیں۔ اس پر ٹوٹ پڑیں۔ اس کے مقابلہ میں مسلمان محلوں میں پولیس کی ناکہ بندی کر دی گئی۔ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس طرح مسلمانوں کو اپنے گھروں میں بند کر کے ہندوؤں کے پُرغیظ و غضب حملوں سے بچا لیا گیا۔ ممکن ہے کسی حد تک یہ درست ہو۔ لیکن اس سے بہت بڑا نقصان یہ پہونچا۔ کہ میدان خالی دیکھ کر مفسد اور فتنہ انگیز ہندوؤں کے حوصلے بہت بڑھ گئے۔ اور انہوں نے مسلمانوں کے گھروں میں گھس کر عورتوں اور بچوں کو نہایت بے رحمی سے قتل کیا۔ اگر مسلمان بھی اُن کا اندفاع کرنے کے لئے کھڑے ہوتے۔ تو ہندوؤں کو کبھی اس قسم کی جرأت نہ ہو سکتی۔ اور واقعات بتاتے ہیں۔ کہ جہاں مسلمانوں کی آبادی تھی۔ وہاں ہندو مقابلہ میں نہیں آسکے اور اگر کبھی آئے۔ تو دو منٹ بھی نہ ٹھہر سکے*

غرض جہاں تک واقعات سے ظاہر ہے۔ پولیس مسلمانوں کی حفاظت کا فرض ادا کرنے میں قاصر رہی۔ اور اگر مسٹر اوڈن کلکٹر ضلع بذات خود شہر کی گشت نہ کرتے۔ تو نہ معلوم بنارس کے مسلمانوں کا کیا حشر ہوتا۔ ہم کلکٹر صاحب ضلع کی فرض شناسی اور خان بہادر مقبول حسین صاحب کمشنر بنارس کے انتظامات قابل تعریف سمجھتے ہیں۔ اور انہیں توجہ دلاتے ہیں۔ کہ مسلمانوں پر جو مظالم ہوئے ہیں۔ ان کی تحقیقات کا کام یوروپین حکام کے سپرد کریں۔ اور ہندو سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس کو فوراً تبدیل کر دیں۔ علاوہ ازیں پولیس میں مسلمان ملازمین کا کافی اضافہ کر دیا۔ تاکہ آئندہ کیلئے اس قسم کے وحشت ناک مظالم کی روک تھام ہو سکے*

ہمیں یہ معلوم کر کے بے حد رنج ہوا۔ کہ اب جبکہ گرفتاریاں ہو رہی ہیں۔ ہندو رؤسا اور کانگرسی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ چند کانگرسی مسلمانوں کو جو اہلحدیث ہیں۔ اور ہندوؤں کے اشاروں پر چلتے ہیں۔ اپنے ساتھ ملا کر گورنمنٹ سے درخواست کریں۔ کہ مقدمات نہ چلائے جائیں اگر کوئی ایسے بے غیرت اور سنگدل مسلمان ہوں۔ جو مقتول مسلمان مردوں عورتوں اور بچوں کو ہندوؤں کی رضا جوئی کی بھینٹ چڑھا دینے کے لئے تیار ہوں۔ تو ان کے خلاف سخت نفرت اور حقارت کا اظہار کرنا چاہیئے اور بڑے زور کے ساتھ گورنمنٹ سے مطالبہ کرنا چاہیئے۔ کہ مسلمانوں کو اپنے مظالم کا تختہ مشق بنانے والوں کو کیفر کردار تک پہونچائے۔ اس کے ساتھ ہی سرکردہ مسلمانوں کو اس بات کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ تباہ و برباد ہونے کے بعد اب مسلمان ہندوؤں کی سازشوں کا شکار نہ ہونے پائیں۔ اگر مسلمان لیڈروں نے توجہ نہ کی۔ تو جہاں فسادات میں مسلمانوں کو بہت نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ وہاں مقدمات میں بھی زیادہ تر مسلمان ہی پیسے جائیں گے*

اس موقعہ پر ہم گورنمنٹ سے بھی یہ کہنا چاہتے ہیں کہ وہ اس بات پر غور کرے۔ کہ ایک عرصہ سے جہاں کہیں فسادات رونما ہو رہے ہیں وہاں ابتدا ہندوؤں کی طرف سے ہوتی ہے جانی اور مالی نقصان ہندوؤں کی نسبت مسلمانوں کو بہت زیادہ اٹھانا پڑتا ہے۔ مگر گرفتاریاں مسلمانوں کی زیادہ ہوتی ہیں۔ اور سزائیں بھی مسلمانوں کو ہی زیادہ دی جاتی ہیں ہندو بہت کم گرفتار ہوتے ہیں۔ اور پھر ان میں سے سزا پانے والے اور بھی کم ہوتے ہیں۔ لاہور میں مسجد سے نماز پڑھ کر نکلتے ہوئے بے خبر اور نہتے مسلمانوں پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ اور اس طرح فساد برپا کیا گیا۔ لیکن دیگر سزاؤں کے علاوہ کئی ایک مسلمانوں کو پھانسی کی سزا بھی دی گئی اس کے مقابلہ میں مسلمان مقتولین کے قاتل نہ پکڑے گئے۔ اور کسی ایک کو بھی پھانسی کی سزا نہ ہوئی۔ اسی طرح پچھلے دنوں ڈھاکہ میں جو فساد ہوا۔ اس میں بھی زیادہ تر گرفتاریاں مسلمانوں ہی کی ہوئیں۔ اور سزا پانے والوں میں بھی زیادہ تعداد مسلمانوں کی ہی تھی۔ ان حالات کی طرف گورنمنٹ کو خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے۔ اور بنارس کے فسادات کے متعلق جو گرفتاریاں کی جا رہی ہیں۔ ان کی ساتھ کے ساتھ فہرست شائع کرنی چاہیئے۔ تاکہ معلوم ہو سکے۔ نشانہ ظلم و ستم بننے والے مسلمانوں کی گرفتاریوں میں ہندوؤں کے مقابلہ میں کیا نسبت ہے۔ اسی طرح جن کو سزائیں دی جائیں۔ ان کے متعلق بھی اعلان ہونا چاہیئے۔ تا معلوم ہو سکے کہ آیا وہی پہلا طریق جاری ہے۔ یا اس میں تغیر کیا گیا ہے*

دراصل اس بارے میں اطمینان بخش صورت اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے۔ جبکہ مسلمان مظلومین کی حالت زار پیش کرنے۔ اور انہیں ضروری قانونی امداد دینے کا کام سرکردہ مسلمان اپنے ہاتھ میں لیں*

## وائسرائے ہند کی گاندھی جی سے مفاہمت

وائسرائے ہند کے تدبر اور دانشمندی سے گاندھی جی کے ساتھ مفاہمت ہوجانے پر وُہ اہم مرحلہ طے ہوگیا۔ جو ہندوستان کے آئندہ نظام حکومت کو کامیاب بنانے کے لئے ضروری تھا۔ یعنی گول میز کانفرنس میں کانگرس کے نمائندوں کو شرکت کا موقع دینا۔ اس کے لئے ہر بہی خواہِ ملک کو وائسرائے ہند کا شکر گزار ہونا چاہیئے۔ اور ان کی مصالحانہ سرگرمیوں اور کامیاب کوششوں کی داد دینی چاہیئے۔ لیکن جدید دستورِ اساسی کو نافذ العمل بنانے کے لئے ابھی بہت کچھ کرنا۔ اور نہایت اہم و نازک امور کا تصفیہ ہونا باقی ہے۔ جن میں سے سب سے اہمیت اقلیتوں کے حقوق ہیں۔

اس وقت تک وائسرائے ہند ہر اہم مرحلہ پر اقلیتوں کو اور خاص کر مسلمانوں کو یہ یقین دلاتے رہے ہیں۔ کہ جدید دستورِ اساسی میں ان کے حقوق کا پورا پورا خیال رکھا جائے گا۔ اور اس وقت تک کا ان کا طرزِ عمل اُن کے قول کا مؤید رہا ہے۔ لیکن ان کے وعدہ کے ایفاء کا اصل وقت اب آیا ہے۔ جبکہ ان لوگوں کو آئندہ نظامِ حکومت تجویز کرنے میں شریک کیا گیا ہے۔ جنہوں نے اس وقت تک مسلمانوں کے حقوق سے نہایت افسوسناک تغافل برتا ہے۔ اور مسلمان نہایت بے تابی اور اضطراب کے ساتھ یہ دیکھنے کے منتظر ہیں۔ کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا۔ اور ان کے اہم مطالبات کے متعلق کیا رویہ اختیار کیا جاتا ہے۔

اس امر میں کوئی شک و شبہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ جہاں ان مباحثات میں جو آئندہ آئینی اصلاحات کی سکیم پر ہونے والے ہیں۔ کانگرسی نمائندوں کی شمولیت ضروری تھی۔ اور اس کے لئے ان کے بعض مطالبات منظور کر کے انہیں شمولیت کا موقعہ دیا گیا ہے۔ وہاں مسلمانوں کے حقوق اور مطالبات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ اور کوئی دستور اس وقت تک کامیاب نہ ہوسکیگا۔ جب تک حکومت اسی طرح مسلمانوں کو مطمئن نہ کرے گی۔ جس طرح کانگرس کو مطمئن کیا گیا ہے۔

چونکہ یہ سب کچھ ابھی مستقبل کے پردہ میں پنہاں ہے۔ اس لئے اس وقت صرف اتنا ہی کہا جاسکتا ہے۔ کہ حکومت ہند کوئی ایسی بات نہ کرے۔ جو مسلمانوں کے حقوق کے لئے نقصان رساں اور ان کی ہستی کو خطرہ میں ڈالنے والی ہو۔ ورنہ کانگریس کو شامل کر کے مسلمانوں کو علیحدگی پر مجبور کرنا قطعاً اچھا نتیجہ نہ پیدا کر سکے گا۔ اور مسلمان کسی صورت میں اپنے حقوق کا اتلاف گوارا نہ کریں گے۔

## ہندو عورت کے لئے طلاق کا حق

یوں تو آریہ دیانند جی کو رشی نہیں بلکہ مہرشی اور موجودہ زمانہ کا سب سے بڑا مصلح قرار دیتے ہیں۔ لیکن ویدک دھرم کے متعلق اُن کی ایک ایک اصلاح کو جس سختی کے ساتھ پس پشت ڈالا جارہا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ویدک دھرم کے اس مصلح اعظم کی جدوجہد بھی اس دھرم کو اس کے ماننے والوں کے نزدیک قابل عمل نہیں بنا سکی۔

چند ہی دن ہوئے۔ ایک ہندو ممبر نے اسمبلی میں "ہندو عورت کو طلاق کا حق" دلانے کے لئے ایک بل پیش کیا۔ اور اس کی سب سے بڑی ضرورت یہ بیان کی۔ کہ:-

"چونکہ نیوگ کی رسم عام نہیں رہی۔ یہ ضروری ہوگیا ہے۔ کہ اپنے ناقابل اشخاص کی بیویوں کو کچھ سہولت بہم پہنچائی جائے۔ کیونکہ اگر وُہ اب نیوگ کا طریق نہیں برت سکتیں۔ تو آزادی ہو۔ تاکہ وُہ ایک ہی باعزت راستہ جوان کے لئے کھلا ہے۔ اختیار کریں" (پرتاپ ۳۱ - جنوری سنہ ۱۹۳۱ء)

یہ فخر سوامی دیانند کو ہی حاصل ہے۔ کہ انہوں نے ہندوؤں میں نیوگ کی رسم دوبارہ جاری کرنے کی کوشش کی۔ اور اس کے متعلق مفصل ہدایات ستیارتھ پرکاش میں رقم فرمائیں۔ لیکن باوجود اس کے ہندو کھلم کھلا ان کی منشا کے مطابق اس پر عمل نہ کر سکے۔ اور اب ہندو عورتوں کو طلاق کا حق دلانے کے لئے حکومت سے قانون بنوانے کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ اور قانون بھی وُہ جس کے خلاف آجتک بڑی شد و مد سے اعتراضات کئے جاتے تھے۔

## کیا کانگرس مسلمانوں سے مفاہمت کریگی؟

چند ہی دن ہوئے۔ گاندھی جی نے آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا:-

"میں نہیں جانتا۔ کہ میری اور وائسرائے کی گفتگو کا کیا انجام ہوگا۔ لیکن اگر خدا کو منظور ہوا۔ اور کانگرس نے کانفرنس میں شرکت کرلی اور اگر حکومت اور کانگرس میں کوئی سمجھوتہ ہوگیا۔ تو ہندو مسلم اتحاد کا مسئلہ میری سب سے پہلی توجہ کا مرکز ہوگا"

اب جبکہ گاندھی جی اور وائسرائے کی گفتگو کا انجام مصالحت کے رنگ میں رونما ہوگیا ہے۔ کانگرس نے کانفرنس میں شریک ہونا منظور کرلیا ہے۔ اور حکومت اور کانگرس میں سمجھوتہ ہوچکا ہے۔ یہ دیکھنا باقی ہے کہ گاندھی جی ہندو مسلم اتحاد کے مسئلہ کو اپنی سب سے پہلی توجہ کا مرکز کس طرح بناتے اور اسے حل کرنے کے لئے کیا کرتے ہیں۔

یہ تو بتانے کی ضرورت نہیں۔ کہ ہندو مسلم سمجھوتہ ہوجانے کے بعد کانفرنس میں ہندوستان کے متعلق مطالبات کو جو تقویت حاصل ہوسکتی ہے وُہ دوسری صورت میں قطعاً میسر نہیں آسکتی۔ ادھر گاندھی جی کا بالکل تازہ وعدہ موجود ہے۔ کہ وُہ ہندو مسلم سمجھوتہ کرانے میں اپنی ساری طاقت صرف کردیں گے۔ اس کے باوجود اگر مسلمانوں کو مطمئن کر کے سمجھوتہ نہ کیا گیا۔ تو اس میں کوئی شُبہ نہ رہے گا۔ کہ کانگرس والے جس پوزیشن میں پہلے حکومت کو سمجھتے تھے۔ اس میں وُہ خود ہونگے۔ اور مسلمانوں کو ان کے متعلق اس سے زیادہ شکوہ اور رنج ہوگا۔ جتنا کانگرسیوں کو حکومت کے متعلق تھا۔ کیونکہ حکومت ایک غیر ملکی حکومت ہے۔ لیکن ہندو برادرانِ وطن کہلاتے ہیں۔

پس اب حکومت اور کانگرس کے سمجھوتہ کے بعد جو وقت آ رہا ہے جو نہ صرف حکومت کے لئے نہایت نازک وقت ہے۔ بلکہ کانگرس کے لئے بھی بہت بڑا امتحان ساتھ لا رہا ہے۔ اب کانگرس چاہے۔ تو نہایت آسانی کے ساتھ اس امتحان میں کامیاب ہوسکتی ہے اور چاہے تو ملک کے امن و امان کو نہایت خطرہ میں ڈال سکتی ہے۔

## مسلمانوں کی معقول پوزیشن

مسلمانانِ ہند نے اپنے سیاسی حقوق کی حفاظت کے لئے اس وقت تک جو پوزیشن اختیار کر رکھی ہے۔ اسے کوئی معقول پسند انسان غلط قرار نہیں دے سکتا۔ بلکہ اسے ضروری سمجھتا ہے۔ لنڈن کے اخبار مارننگ پوسٹ نے گول میز کانفرنس کے خاتمہ پر ہندوستانی اقلیتوں کے مسئلہ پر تبصرہ کرتے ہوئے۔ ایک مضمون شائع کیا۔ جس میں لکھا:-

"ابتدا ہی سے مسلمانوں نے ایک سادہ اور معقول پوزیشن اختیار کر رکھی ہے۔ انہوں نے کہدیا ہے۔ کہ ہم کسی ایسے دستور کو قبول نہیں کریں گے۔ جو باہمی سمجھوتے اور رضامندی کے بعد قائم نہ ہو"

پھر لکھا:- "مسلمانوں نے ایسا رویہ اختیار کیا ہے جس سے نہ صرف انکی بلکہ دوسری اقلیتوں کی بھی حفاظت ہوتی ہے۔ جن میں اینگلو انڈین۔ اچھوت اور ہندوستانی عیسائی بھی شامل ہیں۔ انہیں ہندو بھائیوں کی حکومت سے خطرہ ہے"

یہ سب کچھ سہی۔ لیکن موجودہ زمانہ میں خواہ کسی کی کتنی معقول پوزیشن ہو جب تک اسے قائم رکھنے کے لئے جدوجہد اور سرگرم کوشش نہ کی جائے۔ وُہ قائم نہیں رہ سکتی۔ اب جبکہ ہندوستان کے دستورِ اساسی کا مسئلہ آخری حد کو پہنچ رہا ہے۔ انہیں اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے انتہائی جدوجہد سے کام لینا چاہیئے۔ اور متحدہ طور پر اپنے مطالبات اس قوت اور استقلال کے ساتھ پیش کرنے چاہئیں۔ کہ نہ تو حکومت ان کا انکار کرسکے۔ اور نہ برادرانِ وطن۔

## حکومت کابل اور مسلمانانِ ہند

حال میں سابق شاہ کابل امان اللہ خان کا ایک خط ایک اخبار میں شائع ہوا ہے۔ اور وسیع پیمانہ پر اس کی اشاعت کا اعلان کیا گیا ہے خط میں اپنی صفائی پیش کرنے اور موجودہ والئے کابل کے خلاف الزام عائد کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اپنی صفائی پیش کرنے کا ہر ایک کو جو حق حاصل ہے۔ اس سے سابق شاہ کابل کو کوئی محروم نہیں کرسکتا۔ لیکن یہ ضرور کہا جاسکتا ہے۔ کہ چونکہ اس کا موقعہ اور محل گزر چکا ہے۔ اس لئے قطع نظر اس سے کہ کہاں تک صفائی ثابت ہوسکتی ہے۔ بعد از وقت ہے۔

پھر جبکہ شاہ امان اللہ خان نے ترکِ وطن کرتے وقت یہ اعلان کیا تھا کہ وُہ محض اس لئے ملک چھوڑ رہے ہیں۔ تاکہ اس میں خونریزی نہ ہو۔ اور جسقدر بھی ممکن ہو۔ امن قائم رہے۔ تو اب جبکہ موجودہ حکومت بڑی حد تک امن قائم کر رہی ہیں

# طلباء مدرسہ احمدیہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر

## احمدی طلباء اور زبان دانی

۲۸ فروری طلباء مدرسہ احمدیہ کی تبلیغی انجمن کے سالانہ جلسہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حسب ذیل تقریر فرمائی:-

میں بوجہ سینہ کے درد اور بخار کی حرارت کے زیادہ بول نہیں سکتا مگر میں منتظمین جلسہ سے کہوں گا۔ کہ اس معاملہ کے متعلق بار بار توجہ دلانے کے باوجود مدرسہ کے ذمہ وار افسروں کو اصلاح کا خیال پیدا نہیں ہوا اور ابھی تک انہوں نے یہ کوشش نہیں کی۔ کہ وہ طالب علم جو تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوں ایسے ہونے چاہئیں۔ جو کم از کم اپنی زبان صحیح طور پر جاننے والے ہوں۔ میں قطعی طور پر یہ خیال نہیں کر سکتا۔ کہ

### ایک انگریز طالب علم

جو چھٹی یا ساتویں جماعت میں پڑھتا ہو۔ جب تقریر کرنے کے لئے کھڑا ہو۔ تو انگریزی زبان کے معمولی الفاظ بھی غلط کہنے لگے۔ پھر میں کس طرح سمجھ لوں۔ ہمارے طلباء اپنی

### مادری زبان

کے الفاظ بھی صحیح طور پر ادا نہ کر سکیں۔ غلطی ہر شخص کر سکتا ہے شیکسپیئر بھی جسے زبان دانی کے لحاظ سے پیغمبری کا درجہ دیا جاتا ہے۔ اس کی بھی لوگوں نے کئی غلطیاں نکالی ہیں۔ مگر ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے اور جب وہ اپنی حد سے باہر ہو جائے۔ تو

### نہایت بدنما نقص

ہوتا ہے۔

تبلیغ میں سب سے مقدم چیز یہ ہے۔ کہ ہم صحیح طور پر اپنا مافی الضمیر ادا کر سکیں۔ اور

### تبلیغ میں بڑی مشکل

یہی ہو سکتی ہے۔ کہ انسان اپنے مافی الضمیر کو اچھی طرح ادا نہ کر سکے اور یقیناً اگر ہم اپنے ملک کی زبان بھی صحیح طور پر نہیں بول سکتے اور اس کے الفاظ کی لغت جاننا تو الگ رہا۔ ان کا تلفظ بھی صحیح ادا نہیں کر سکتے۔ تو دوسرے لوگ اس بات کا خیال کرنے میں بالکل حق بجانب ہوں گے۔ کہ یہ ان لوگوں کی

### سستی اور غفلت

کا نتیجہ ہے۔ اور جس شخص پر ہمارے متعلق یہ اثر پڑے گا۔ کہ ہم سستی اور غفلت کا شکار ہیں۔ وہ کبھی سنجیدگی کے ساتھ ہماری باتوں پر غور نہیں کرے گا۔

یہ علیحدہ بات ہے۔ کہ لڑکے اپنی تقریر میں حروف کو ان کے

### مخارج کے لحاظ

سے پورے طور پر ادا نہ کر سکیں۔ مثلاً ق ہے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ لڑکے اس کا صحیح تلفظ ادا نہ کریں۔ اگرچہ مدرسہ احمدیہ کے طالب علموں کو یہ بھی آنا چاہیئے۔ مگر ق اگر بڑا ادا نہ ہو سکے۔ تو چھوٹا ہی سہی۔ لیکن اپنی زبان کے روزمرہ کے الفاظ کو بھی ان کی اصل شکل سے بگاڑ کر کہنا۔ اور ان کے بولنے میں بھی غلطیاں کرنا۔ سننے والوں کے دلوں میں یہ بات یقینی طور پر بٹھا دیتا ہے۔ کہ یہ لوگ صحیح طور پر اپنے کاموں کی طرف توجہ نہیں کرتے

### نظموں کے متعلق

میں نے بارہا کہا ہے۔ کہ ان کا جلسوں میں پڑھنا کوئی ثواب کا موجب نہیں میرا کام ہی ایسا ہے۔ جس کے لئے مجھے مطالعہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے مگر۔ آج تک میں نے کسی کتاب میں کسی بزرگ کا یہ قول نہیں پڑھا۔ کہ اگر کسی

### جلسہ میں نظم

نہ پڑھی جائے۔ تو وہاں فرشتے نازل نہیں ہوتے۔ نظم ایک غیر طبعی چیز ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بے شک نظمیں کہی ہیں مگر اس لئے کہ تا لوگوں پر ان کے ذریعہ اثر ہو۔ لیکن اگر اثر کی بجائے۔ الٹا یہ نتیجہ پیدا ہو کہ لوگوں کو نفرت ہو جائے۔ تو پھر نظموں کے پڑھنے کی کیا ضرورت ہے آج کی نظمیں جس رنگ میں پڑھی گئی ہیں۔ انہیں سن کر میرا جی چاہتا ہے۔ کہ میں ان

### منتظمین کی دعوت

کروں جس میں گندھک کا پلاؤ۔ کونین کا زردہ۔ اور ایلوے کی کھیر پکا کر ان کے آگے رکھوں۔ اور دیکھوں۔ کہ وہ اسے کیسے شوق سے کھاتے ہیں اگر وہ شوق سے کھا لیں۔ تو میں سمجھوں گا۔ اس طرح پڑھی جانے والی نظمیں سن کر بھی وہ خوش ہو سکتے ہیں۔ ایک نظم پڑھنے والے نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ شعر پڑھ کر سنائے۔ مگر اس نے اس طرح ان شعروں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ اور ایسا غلط تلفظ ادا کیا کہ مجھے پہلے سمجھ میں ہی نہ آیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شعر پڑھا جا رہا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ ایسے لڑکوں سے جو شعر پڑھنا نہیں جانتے۔ شعر پڑھوانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ میں اگر

### سکول کا ہیڈ ماسٹر

ہوتا۔ تو آرڈر دے دیتا۔ کہ اگر اس قسم کے لڑکوں کو میں نے کبھی شعر پڑھتے سنا۔ تو ان پر جرمانہ کر دونگا۔ کوئی وجہ نہیں۔ کہ جسے شعر سے کچھ مس نہیں۔ اور جسے پتہ ہی نہیں۔ کہ الفاظ کا صحیح تلفظ کیا ہے۔ اس سے مجلس میں اشعار پڑھائے جائیں۔ اشعار پڑھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے ہر شخص کو نہیں بنایا۔ بلکہ خاص خاص طبیعتوں میں یہ ملکہ رکھا ہے۔ کیا ضرورت ہے۔ کہ اگر مجھے معماری نہیں آتی۔ تو میں آپ ہی آپ ایک عمارت کھڑی کرنا شروع کر دوں۔ میرا فرض ہے۔ کہ میں معمار سے کہوں اسی طرح خدا نے ہر شخص کو کھانا پکانے کی قابلیت نہیں دی۔ اور جسے کھانا پکانا نہ آتا ہو۔ کس قدر غلطی ہوگی۔ اگر وہ پکانے بیٹھ جائے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ ایک ہی دفعہ میں نے روٹی پکائی اور اس کے چھ گوشے نکل گئے۔ اس کے بعد میں نے کبھی روٹی نہیں پکائی میں نے سمجھ لیا۔ خدا نے مجھے اس کام کے لئے نہیں بنایا۔ اسی طرح جسے اشعار سے کوئی لگاؤ نہیں۔ جسے زبان کا کچھ پتہ نہیں۔ وہ جب شعر نہیں پڑھ سکتا۔ تو اسے مجلس میں شعر کیوں پڑھنے دیئے جائیں۔ ہمارا

### بہت ضروری فرض

یہ ہے۔ کہ ہم اپنی زبان کا صحیح استعمال سیکھیں۔ اور جب تک ہم اس کی طرف توجہ نہیں کریں گے۔ اس وقت تک کبھی اس صحیح مقام پر نہیں پہنچ سکتے۔ جو تبلیغ کے موثر ہونے کے لئے ضروری ہے

### حضرت موسیٰ علیہ السلام

نے خدا سے جو دعائیں فرمائیں۔ وہ بہت سی ہونگی۔ وہ ہمیشہ اپنی ترقیات کے لئے دعائیں کرتے ہوں گے۔ مگر جب نبوت ملی۔ تو جن باتوں کے لئے انہوں نے اس وقت دعا کی۔ ان میں سے ایک یہ بھی تھی۔ واحلل عقدۃ من لسانی الخ اے خدا میری زبان کی گرھیں کھول دے اور اسے صاف اور شستہ بنا دے۔ کیونکہ بغیر اس کے تبلیغ کا کام نہیں ہو سکتا۔ غیر زبانوں کو جانے دو۔ مبلغ کو وہ زبان تو کم از کم آنی چاہیئے۔ جو اس کی

### مادری زبان

ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو کتابیں اردو میں ہیں۔ ان کے متعلق میں نے غیر احمدیوں اور مخالفوں سے سنا ہے۔ کہ مرزا صاحب کی کتابیں پڑھنے سے یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ اردو نثر کو صحیح بنیاد پر آپ ہی نے قائم کیا ہے۔ پہلے اردو اس طرح لکھی جاتی تھی۔ جیسے قصے ہوتے ہیں۔

یعنی عبارت کا وزن ملا کر لکھنے کا طریق تھا۔ مثلاً اس طرح لکھتے تھے "جس وقت میرے حبیب کا میری زبان پر نام آیا۔ فوراً محبت کی طرف سے مجھے پیام آیا"۔ تو پہلے اسی قسم کی

## نظم نما نثر

لکھا کرتے تھے۔ اور اس طرح اس نثر میں وہ زور اور وہ طاقت نہیں رہتی تھی جس کا مطالب کی ادائگی کے لئے پایا جانا ضروری ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی وہ پہلے شخص تھے۔ جنہوں نے

## اردو نثر کی بنیاد

رکھی۔ حتٰی کہ سرسید جو بڑے ادیب سمجھے جاتے تھے۔ ان کی نثر بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نثر کے مقابلہ میں بڑی پیچیدہ نظر آتی ہے۔ یہ باتیں بتاتی ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کا منشاء ہے۔ کہ جو قوم تبلیغ کے لئے نکلے۔ اس کی زبان

## صاف اور شستہ

ہو۔ آخر قرآن کی زبان خدا نے اتنی اعلیٰ کیوں رکھی ہے۔ اگر زبان کوئی اثر کرنے والی چیز نہیں ہے۔ اور صرف یہ مقصد ہوتا کہ مضمون بیان ہو جائے۔ خواہ طرز بیان کتنا ہی خراب ہو۔ تو قرآن کی زبان ایسی اعلیٰ نہ ہوتی۔ مگر قرآن کی زبان جیسی میٹھی اور فصیح و بلیغ ہے۔ اسے دیکھتے ہوئے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا کا منشاء ہے۔ کہ مسلمانوں کی زبانیں نہایت عمدہ اور فصیح ہوں۔ آج سوائے

## سکرٹری کی رپورٹ

کے جو نہایت قابلیت سے لکھی گئی ہے۔ اور جس میں انسانی دماغ کی کیفیات کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ مثلاً یہ کہ تبلیغ کے لئے جانے والوں نے اتنے سو میل سفر کیا۔ اور اگر افراد کے لحاظ سے مسافت کا اندازہ لگایا جائے۔ تو اتنے ہزار میل سفر ہوتا ہے۔ اور کوئی تقریر ایسی نہ تھی جس کی تعریف کی جا سکے۔ سکرٹری کی رپورٹ میں یہ بات مدنظر رکھی گئی تھی کہ اس کا سننے والوں پر اثر ہو۔ پس آج اگر میں تعریف کر سکتا ہوں۔ تو سکرٹری کی۔ اگرچہ لہجہ اس کا بھی خراب تھا۔ مگر رپورٹ کا مضمون اس کی عمر کے لحاظ سے بہت اچھا تھا۔ اور اس وجہ سے اس کی غلطیوں پر بھی پردہ پڑ جاتا ہے۔

## قرآن کریم کی تلاوت

جس نے کی۔ اس نے بہت ہی عمدہ کی۔ عمر کے لحاظ سے اس میں بہت زیادہ [illegible] تھا۔ اور جسم کے لحاظ سے اس میں بہت زیادہ طاقت تھی۔ اگر [illegible] کرے۔ تو یہ بچہ اللہ تعالٰے کے فضل سے ایک دن [illegible] ہے۔ سوائے ان دو کے میں اور کسی کی تعریف نہیں کر سکتا۔ چونکہ مجھے اس وقت بخار ہو رہا ہے۔ اس لئے جو باتیں پہلے [illegible] تکلیف دیا کرتی تھیں۔ آج تو مجھے وہ کاٹے کھاتی تھیں۔ یہ غلطیاں [illegible] میری نبض کی ایک حرکت زیادہ ہو جاتی تھی۔ اس صورت [illegible] ہوں۔ حضرت میرے ان تلخ ریمارکس کا زیادہ گہرا اثر نہ لیں۔ یہ حال

## تبلیغ کا کام

جو ان بچوں نے دوران سال میں کیا۔ وہ بہت مبارک ہے۔ اور جو نقائص ہیں۔ وہ بھی اگر ذمہ وار افسر توجہ کریں۔ تو دور ہو سکتے ہیں۔ اگر سکول میں اچھی نظم پڑھنے والا کوئی نہیں ملتا۔ تو نظم مت پڑھائیں کوئی ضرورت نہیں۔ کہ ایک ایسے شخص کو نظم پڑھنے کے لئے کھڑا کر دیا جائے جس کی آواز نظم پڑھنے کے قابل ہی نہ ہو۔ میری آواز بچپن میں بہت اچھی ہوتی تھی۔ اور میں بہت شعر پڑھا کرتا تھا۔ مگر اب میری آواز خراب ہو گئی ہے۔ اس لئے میں شعر نہیں پڑھتا۔ اور اگر پڑھوں۔ تو اپنی آواز مجھے خود ہی بری معلوم ہوتی ہے۔ میں پہلے

## تہجد کے وقت

جب تلاوت کیا کرتا تھا۔ تو چونکہ آواز اچھی تھی۔ اس لئے مجھے اتنا لطف آتا۔ کہ میں بعض دفعہ تین تین گھنٹے تلاوت کئے جاتا تھا مگر اب میں آہستہ تلاوت کرتا ہوں۔ کیونکہ آواز خراب ہو گئی ہے۔ اور تھوڑا پڑھتا ہوں۔ کیونکہ اگر زیادہ پڑھوں۔ تو آواز اور زیادہ خراب ہو جاتی ہے۔ پس میں بالکل نہیں سمجھ سکتا۔ کہ ہمیں کیا مجبوری پیش آ سکتی ہے۔ کہ ہم ضرور ایسے لڑکوں سے جلسہ میں نظم پڑھائیں جن کی نہ آواز اچھی ہے۔ اور نہ صحیح الفاظ پڑھ سکتے ہیں۔ اور لوگوں کے

## کانوں پر ظلم

کریں۔ پھر

## تقریر کے لئے

اس امر کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ اگر اچھی طرح تقریر کرنے والے طالب علم نہ ملیں۔ تو لڑکوں کو پہلے سے تقریریں رٹا دینی چاہئیں۔ اس طریق پر بھی کئی اچھے لیکچرار پیدا ہو جاتے ہیں۔ مجھے علم ہے۔ کہ ہماری جماعت میں بعض آجکل اچھے بولنے والے ہیں۔ مگر انہوں نے ابتداء میں اسی طرح مشق کی۔ استادوں کو چاہیئے۔ کہ پہلے وہ خود لڑکوں کی تقریریں سنیں۔ اور جن حروف کا وہ غلط تلفظ ادا کریں۔ انہیں ٹھیک کر دیں۔ اور پھر کہدیں۔ کہ وہ اس تقریر کو خوب اچھی طرح رٹ لیں۔ اس طریق پر جب مجمع عام میں تقریر کی جائیگی۔ تو سننے والوں کی طبائع پر ناخوشگوار اثر نہیں پڑے گا۔ بچپن میں ایک دفعہ میں نے بھی

## لکھی ہوئی تقریر

پڑھی تھی۔ مگر کہتے ہیں ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ اللہ تعالٰے نے مجھ میں قابلیت بھی رکھی تھی۔ اس لئے میں نے احتیاط کے ساتھ پڑھی۔ وہ پہلی تقریر مجھے شیخ یعقوب علی صاحب نے لکھ کر دی تھی۔ میری اس وقت دس گیارہ سال کی عمر ہوگی۔ اس وقت یہاں بورڈنگ کی یہ عمارتیں نہیں تھیں۔ انہوں نے تقریر لکھ دی۔ اور میں نے پڑھی۔ مضمون چونکہ تجربہ کار آدمی کا لکھا ہوا تھا۔ اس لئے بڑی تعریف ہوئی۔ مگر جب کوئی تعریف کرتا۔ تو مجھے یوں معلوم ہوتا کہ وہ مجھے تھپڑ مار رہا ہے۔ کیونکہ میرا وہ اپنا مضمون نہیں تھا۔ میں دل میں بہت شرمندہ ہوا۔ اور میں نے عہد کیا۔ کہ اب آئندہ میں کسی کا مضمون ہرگز نہیں پڑھوں گا۔ بلکہ خود تقریر تیار کروں گا۔ اس وقت کی جرأت اور دلیری میرے کام آئی۔ اور پھر میں نے خود تقریریں کرنی شروع کر دیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اگر طالب علم ایسے نہیں ملتے۔ جو اچھی تقریریں کر سکیں۔ تو استادوں کا فرض ہے۔ کہ وہ تقریروں کو رٹا دیں۔ دس بارہ یا پندرہ یا بیس دفعہ وہ تقریر انہیں پڑھا دیں۔ مگر اتنی ضرور احتیاط کر لیں۔ کہ وہ ایسے لڑکے نہ ہوں۔ جو پندرہ بیس دفعہ یاد کرانے کے باوجود بھی بھول جانیوالے ہوں۔ چونکہ یہ بچوں کی مجلس ہے۔ اس لئے

## ایک لطیفہ

سنا کر میں اس تقریر کو بند کرتا ہوں۔ کہتے ہیں۔ کوئی شخص تھا۔ اسے لطیفہ سنجی کی عادت تھی۔ اور لطائف سننے اور سنانے کا اسے بہت شوق تھا۔ وہ ایک دن اپنے کسی زمیندار معزز دوست سے ملنے کے لئے گیا۔ زمیندار نے اس کی دعوت کی۔ چونکہ وہ امیر تھا۔ اور شائستہ بھی۔ اس کا نوکر بھی بہت سمجھدار تھا۔ کھانا کھاتے ہوئے دو تین چاول کے دانے مہمان کی ڈاڑھی پر گر گئے۔ نوکر نے ادھر توجہ دلانے کے لئے کہا۔ کہ

## بلبل بر شاخ گل نشستہ

اس نے ڈاڑھی کو شاخ گل سے اور چاولوں کو بلبل سے تشبیہ دی۔ گویا استعارہ میں یہ بات کہدی۔ کہ آپکی ڈاڑھی پر چاول گرے ہوئے ہیں۔ یہ سنکر اس نے ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرا اور چاول گر گئے۔ میزبان کو یہ استعارہ سنکر شوق پیدا ہوا کہ ہم بھی کبھی اسے استعمال کریں گے۔ یہ چونکہ گاؤں کا رہنے والا تھا۔ اور اس کا نوکر بھی دیہاتی تھا۔ اس نے نوکر کو سکھلانا شروع کیا۔ روزانہ کچھ چاول ڈاڑھی پر گرا لیتا اور نوکر سے کہتا کہو۔ بلبل بر شاخ گل نشستہ۔ سکھاتا رہا۔ مگر مصیبت یہ تھی۔ کہ اس نوکر کو یاد نہ رہتا اور بار بار سکھانے کے باوجود وہ بھول جاتا۔ مدتوں کے بعد کسی امیر کی دعوت ہوئی۔ یہ بھی چونکہ معزز زمیندار تھا اسے بھی دعوت نامہ آیا۔ اب اسکی امید بر آئی۔ اور نوکر کو روزانہ سبق سنانا شروع ہوا۔ کہ کہو بلبل بر شاخ گل نشستہ۔ آخر دعوت کھانے کیلئے نوکر سمیت چلے۔ راستہ میں اس سے پوچھتے جاتے۔ جب ڈاڑھی پر چاول گرینگے۔ تو تم کیا کہو گے۔ کبھی تو وہ کہدیتا۔ وہی بھول والی بات۔ اور کبھی کہدیتا بلبل کا ذکر۔ اس پر وہ ناراض ہوتا۔ اور کہتا تو بڑا نالائق ہے۔ چھوٹی سی بات یاد نہیں رکھتا۔ کہنا بلبل بر شاخ گل نشستہ۔ آخر دعوت کھانے جب سب لوگ بیٹھ گئے۔ اور کھانا چنا جانے لگا۔ تو اس نے سوچا کہ ایک دفعہ نوکر کو پھر سبق یاد کرا دینا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ وقت پر بھول جائے۔ قضاء حاجت کے بہانے سے باہر آیا۔ اور پاخانے کے دروازہ پر کھڑے ہو کر نوکر سے کہا۔ بدبخت تجھے پتہ ہے جب میری ڈاڑھی پر چاول گرینگے۔ تو تو کیا کہیگا۔ اس نے کہا۔ مجھے تو وہ بات بھول گئی ہے۔ کہنے لگا۔ تو بڑا ہی کند ذہن ہے۔ کہنا بلبل بر شاخ گل نشستہ۔ جب کھانا کھانے بیٹھا۔ تو دو تین چاول اپنی ڈاڑھی پر گرا لئے۔ اور نوکر کی طرف دیکھنے لگا۔ مگر وہ فقرہ بھول جانے کی وجہ سے بول نہ سکا۔ ادھر اس نے سمجھا۔ چونکہ میں نے ایک دو چاول ڈاڑھی پر گرائے ہیں۔ اسلئے شاید اسے نظر نہیں آتے۔ اس پر اس نے ایک بڑا سا لقمہ اٹھا کر ڈاڑھی پر رکھ لیا۔ اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نوکر کی طرف دیکھنے لگا۔ مگر وہ پھر بھی نہ بولا۔ اور جب بالکل ضبط نہ ہو سکا۔ تو کہنے لگا کمبخت بولتا کیوں نہیں۔ نوکر نے گھبرا کر کہا۔ وہ پاخانے والی بات جو آپنے بتائی تھی۔ اس پر ساری مجلس لوٹن کبوتر بن گئی

تو ایسے طالب علموں کو تقریریں نہ رٹائی جائیں۔ جو سکھانے کے بعد بھی یہی کہدیں۔ ہمیں تو یاد نہیں رہا۔ ایسے لڑکے ہوں۔ جو ذہین ہوں۔ انہیں تقریریں رٹا دی جائیں۔ اور پھر مجلس میں بولنے کے لئے کہا جائے۔ انگریزوں میں بھی عام طور پر یہی طریق ہے۔ کہ ابتداء میں تقریریں حفظ کرا دی جاتی ہیں۔ پس یہ کوئی نقص نہیں۔ بلکہ

**ابتدائی مراحل**

طے کرنے کے لئے ضروری ہے۔ ہماری جماعت میں چونکہ خدا کے فضل سے اچھے اچھے لیکچرار ہیں۔ اور بعض فطرت سے اچھی قابلیت لے کر آتے ہیں۔ اس لئے یہ غلط خیال پیدا ہو گیا ہے۔ کہ ہر لڑکا اچھی تقریر کر سکتا ہے۔ حالانکہ بعض فطرت سے قابلیت لے کر آتے ہیں۔ اور بعض سکھانے سے قابل بنتے ہیں۔ پس یہ خیال اپنے دلوں سے نکال دینا چاہیئے۔ کہ

**ہر طالب علم**

میں یہ قابلیت ہوتی ہے۔ کہ وہ زبان کا ماسٹر بن سکے۔ جن لڑکوں میں ایسی قابلیت نہ ہو۔ انہیں مجلس میں تقریر کرنے کی اجازت نہیں دینی چاہیئے۔ یہ علیحدہ بات ہے۔ کہ وہ اپنی مجلسوں میں تقریریں کریں۔ مگر جب دوسرے لوگ بلائے جائیں۔ تو ان کے سامنے ایسے لڑکوں کو ہی کھڑا کرنا چاہیئے۔ جن کے متعلق لوگ اچھا اثر لے کر جائیں۔ مثلاً ابھی ایک طالب علم نے یہ بات کہی۔ جو مجھے بہت پسند آئی۔ کہ ہماری جماعت میں نیکیاں بہت ہیں۔ مگر چونکہ سفید کپڑے پر

**معمولی سا سیاہ داغ**

بھی بدنما معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے لوگوں کی نظر میں ہماری جماعت کے کسی شخص کی کمزوری بہت کھٹکتی ہے یہ بات نہایت معقول اور اس سپرٹ کے عین مطابق ہے۔ جو میں اپنی جماعت میں پیدا کرنا چاہتا ہوں پس طالب علموں کو تقریریں رٹا دی جائیں۔ تا وہ خوب اچھی طرح یاد کر کے مجلس میں سنائیں۔ اور اس طرح طبائع پر اچھا اثر پیدا ہو۔ پھر اس طالب علم کو آئندہ کے لئے یہ احساس پیدا ہو جائے گا۔ کہ اب اگرچہ میں نے کسی دوسرے کا مضمون پڑھا ہے۔ لیکن اگر آئندہ میں اپنی قابلیت کے اس معیار کو قائم نہ رکھ سکا۔ تو لوگوں میں شرمندگی اٹھانی پڑے گی اور وہ کہیں گے۔ کہ یہ ہمیشہ دوسروں سے مضامین لکھوا کر پڑھ دیتا ہے پس یہ خیال بھی اسے ترقی کی طرف بڑھانے میں ممد ہوگا۔ ہمارا زنانہ رسالہ مصباح ہے۔ اس میں بعض مرد ہیں۔ جو عورتوں کی طرف سے مضمون لکھ دیتے ہیں۔ اور صاف معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ یہ کوئی مرد ہے جو عورتوں کے لباس میں بول رہا ہے۔ مگر کچھ بھی ہو۔ اس طریق پر بھی ہمت بڑھتی ہے۔ پس استاد بھی اگر اسی طرح لڑکوں کو لیکچر سکھایا کریں تو اس میں کیا حرج ہے۔ البتہ ہر لفظ کا تلفظ صحیح بتایا جائے۔ اور پھر وہ زبانی تقریر کریں۔ تاکہ تقریر کرنے کا ملکہ بڑھے۔ ہاں اگر کسی طالب علم میں خود بخود اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایسی قابلیت رکھی گئی ہو۔ تو پھر اسے اس طریق پر کام کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ یہ اس کے لئے نقصان دہ ہوگا۔ یہ طریق ان لڑکوں کے لئے ہے۔ جن میں قابلیت نہیں ہوتی۔ ان میں قابلیت پیدا کرنے کے لئے اس طریق پر چلنا ضروری ہے جیسے ابھی میں نے بتایا ہے۔

اس کے بعد میں ان

**اساتذہ کا ذکر**

کرنا چاہتا ہوں۔ جنہوں نے لڑکوں میں تبلیغ کا جوش پیدا کیا۔ میر پاس ماسٹر عبدالواحد صاحب ہمیشہ رپورٹیں بھجواتے رہے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ لڑکوں نے نہایت استقلال سے کام کیا ہے۔ جس طریق پر پہلے کام کیا جاتا تھا۔ اسے دیکھتے ہوئے میرا خیال تھا۔ کہ چھ ماہ کے بعد یہ جوش ٹھنڈا پڑ جائے گا۔ مگر استقلال اور ہمت سے لڑکوں نے ایک لمبے عرصہ تک تبلیغ کے سلسلہ کو جاری رکھا۔ مجھے اگرچہ ان کی اس وقت کی تقریریں پسند نہیں آئیں۔ مگر میں ان کے تبلیغ کے عمل سے بہت خوش ہوں۔ اور یہی

**مومن کی علامت**

ہوتی ہے۔ کہ اس کا عمل اس کے قول سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ اور اس کی نیت اس کے عمل سے بھی بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ چھ دن کے بعد بچوں کو جمعہ کی ایک چھٹی ملتی ہے۔ طبعاً ہر شخص چاہتا ہے۔ کہ چھٹی کے دن آرام کرے مگر اس چھٹی کے دن تبلیغ کے لئے جانا۔ تقریریں کرنا۔ اور گالیاں سننا بڑا کام ہے۔ بچوں میں جوش زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن ہر وقت ان کی آنکھوں کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ شعر رہنا۔ کہ ؎

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو

یہ ان کے لئے کوئی تھوڑا سا مجاہدہ نہیں۔ کتنی دفعہ ان کے دلوں میں گدگدی اٹھتی ہوگی۔ کہ گالیاں دینے والوں کا گلا دبا دیں۔ مگر ان کا ضبط نفس قابل تعریف ہے۔ میں نے

**ہائی سکول والوں کو**

پہلے بھی توجہ دلائی تھی۔ اور اب پھر کہتا ہوں۔ کہ دین کی تبلیغ صرف عربی مدرسہ والوں ہی سے مخصوص نہیں۔ بلکہ ان کا بھی فرض ہے۔ وہ ان کے نمونہ کو ہی دیکھتے ہوئے اٹھیں۔ اور تبلیغ کا کام کریں۔ اور میں سمجھتا ہوں اگر وہ اپنے مدرسہ میں تبلیغ کا انتظام کریں۔ تو ان سے اچھا انتظام کر سکتے ہیں کیونکہ ان کے پاس لڑکے مدرسہ احمدیہ کے لڑکوں سے زیادہ ہیں اور اسی طرح پھر

**لوکل انجمن**

کا کام بھی مدرسہ احمدیہ کے لڑکوں کے تبلیغی کام سے اس دفعہ بہت کم ہے۔ میں انہیں بھی توجہ دلاتا ہوں۔ مدرسہ احمدیہ کے ۸۰ یا ۹۰ بورڈر ہیں۔ اور سارے سکولوں میں دو سو کے قریب لڑکے ہیں۔ لیکن یہاں کی باقی احمدی آبادی چھ ہزار کے قریب ہے۔ اگر دونوں سکولوں کے لڑکے نکال دیئے جائیں تو ساڑھے پانچ ہزار کے قریب افراد رہ جاتے ہیں۔ اور اگر عورتوں اور بچوں کو نکال دو۔ تب بھی دو ہزار کام کرنے والے مرد رہتے ہیں۔ اگر دو ہزار آدمی بھی ان ۸۰ طالبعلموں جتنا تبلیغی کام نہ کر سکیں۔ تو کتنی افسوس کی بات ہوگی۔ میں نے خطبہ جمعہ میں بھی توجہ دلائی تھی۔ اور اب پھر کہتا ہوں۔ کہ اگر

**سارے دوست**

ہمت کر کے کھڑے ہو جائیں۔ اور زور لگائیں۔ تو ایک سال میں ہی سارے علاقے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پھیل سکتا ہے۔ اور ہزاروں نئے احمدی بن سکتے ہیں۔

میں نے ابھی

**مردم شماری کے موقعہ پر**

یہ تحریک کی تھی۔ کہ وہ لوگ جو دل میں احمدی ہیں۔ مگر بعض وجوہات کے ماتحت اپنی احمدیت کا اظہار نہیں کر سکتے۔ انہیں چاہیئے۔ کہ وہ کم از کم اس موقعہ پر اپنے آپ کو احمدی لکھاویں۔ تا خدا کے نزدیک کم از کم ایک گواہی ان کے احمدی ہونے پر ہو جائے۔ مجھے اس کے متعلق ایک جگہ سے چٹھی آئی ہے کہ یہاں پہلے صرف چار احمدی تھے۔ مگر جب اس تحریک کے ماتحت لوگوں نے اپنے نام لکھوائے۔ تو اس جگہ کے پچاس گھروں نے اپنے آپ کو احمدی لکھا دیا۔ اور عید کے دن بڑی تعداد کے ساتھ نماز پڑھی گئی تو کئی ایسے ہیں۔ جو

**دلوں میں احمدی**

ہیں۔ مگر کسی ڈر کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرتے۔ دراصل احمدیت ان کے دلوں میں گھر کر چکی ہے۔ اور قادیان کے ارد گرد کے دیہات کے لوگ اس امر کو خوب سمجھ چکے ہیں۔ کہ صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قدر نشانات وہ دیکھ چکے ہیں۔ جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن رشتہ داروں کی مخالفت کی وجہ سے یا اور بعض وجوہات سے وہ اپنی

**احمدیت کا اظہار**

نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں میں مولوی بھی ہیں۔ نمبردار بھی۔ تاجر بھی صناع بھی۔ پس ایسے لوگوں سے کہنا چاہیئے۔ کہ کب تک وہ چھپے رہیں گے انہیں کہو۔ کہ اپنے آپ کو ظاہر کریں اور جو ایسے نہیں انہیں تبلیغ کرو تا وہ بھی سلسلہ میں داخل ہوں۔

میں چھوٹا تھا میں نے اس وقت

**ایک رویا**

دیکھی۔ جو اس وقت کی عمر کے لحاظ سے ہی تھی۔ میں نے دیکھا کبڈی کا میچ ہو رہا ہے۔ ایک طرف احمدی ہیں۔ اور دوسری طرف غیر احمدی۔ غیر احمدیوں کا کپتان مولوی محمد حسین بٹالوی ہے۔ جو ایک سفید سا جبہ پہنے ہوئے ہے۔ میں نے اس وقت مولوی محمد حسین بٹالوی کو نہیں دیکھا تھا۔ اور جب پہلی مرتبہ میں نے اسے دیکھا۔ تو سفید جبہ میں ہی دیکھا۔ کبڈی کھیلتے ہوئے۔ جب غیر احمدیوں کی طرف سے کبڈی دینے والا آتا ہے۔ تو احمدی اسے پکڑ کر اپنی طرف بٹھا لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ سارے غیر احمدی اس طرف آ گئے۔ صرف مولوی محمد حسین بٹالوی پیچھے رہ گئے۔ تب میں نے دیکھا۔ کہ وہ بھی آہستہ آہستہ دیوار سے سمٹ سمٹ کر اس طرف بڑھنے شروع ہوئے۔ اور لکیر پر پہنچ کر یہ کہتے ہوئے۔ کہ اچھا سارے آ گئے ہیں۔ تو میں بھی آ جاتا ہوں۔ اس طرف آ گئے۔ یہی اب لوگوں کے دلوں کی کیفیت ہو رہی ہے۔ اب صرف انہیں توجہ دلانی چاہیئے۔ اور کہنا چاہیئے۔ کہ وہ اس طرف آ جائیں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ دوست اگر ہمت سے کام کریں۔ تو

**ایک دو سال کے عرصہ میں**

ہی کثرت احمدیوں کی ہو سکتی ہے۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ بعض ایسے بھی علاقے ہیں۔ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام تک نہیں پہنچا

مگر قریب قریب کے تمام علاقوں میں آپ کا نام پہنچ چکا ہے۔ اور اب درحقیقت مالک یوم الدین والا دن آچکا ہے۔ یعنی

### نتائج نکلنے والا دن

اب چاہیئے۔ کہ احمدی تبلیغ کے لئے نکل کھڑے ہوں۔ اور ہر گاؤں والوں سے پوچھیں۔ کہ ان کی رشتہ داریاں کہاں کہاں ہیں۔ اور پھر ان کے رشتہ داروں سے ملیں۔ اور پھر اس طرح سب رشتہ داروں کو احمدیت کی تبلیغ کریں۔ ہر شخص کی زبان پر

### احمدیت کا چرچا

ہو۔ اگر یہ کیفیت لوگوں میں پیدا ہو جائے۔ تو سارے لوگ یکدم یا آہستہ آہستہ سلسلہ میں داخل ہو جائیں۔ پس میں سمجھتا ہوں۔ کہ سب دوستوں کو ہمت سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ان بچوں نے نہایت خوبی سے کام کیا ہے۔ تلاوت کرنے والے لڑکے نے جس رنگ میں تلاوت کی ہے۔ اسے دیکھ کر امید پڑتی ہے۔ کہ یہ انشاء اللہ ایک دن

### بہت اچھا حافظ

بنے گا۔ باقیوں کو بھی چاہیئے۔ کہ وہ اپنے لہجہ کو موثر بنائیں تا کہ سننے والوں پر بہت اچھا اثر پڑے

میں امید کرتا ہوں۔ کہ ان بچوں کے عملی نمونہ کو دیکھ کر بڑوں کے دلوں میں بھی جوش پیدا ہو گا۔ مقامی لوکل انجمن کے پریذیڈنٹ بھی میں نے سنا ہے۔ اب مدرسہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے ہیں۔ اس لئے انہیں اور بھی توجہ کرنی چاہیئے۔ اور اب تو ان کے لئے خاص طور پر تبلیغی کام کو وسعت دینے کا موقعہ ہے۔ کیونکہ لڑکوں کے علاوہ دوسرے لوگوں سے بھی وہ کام لے سکتے ہیں۔ اب وقت ہے۔ کہ وہ زور سے کام کریں۔ اسی طرح میں

### نظارت دعوت و تبلیغ

کو بھی توجہ دلاؤں گا۔ کہ صرف قادیان اور اس کے گرد و نواح میں ہی نہیں۔ بلکہ سارے ملک میں تبلیغ کا انتظام کرے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ ایک

### تبلیغ کا ہفتہ

تجویز کریں جس میں ہر احمدی اپنا کام چھوڑ کر تبلیغ کیلئے نکل کھڑا ہو۔ تا سارے ملک میں شور مچ جائے۔ سب شہروں میں جلسے ہوں۔ میری بھی تقریریں ہوں۔ میں موٹر پر سفر کروں۔ مثلاً صبح امرتسر تقریر کروں پھر لاہور پھر اگلے شہروں میں۔ اسی طرح سات دنوں میں سارے علاقے کا دورہ ہو جائے باقی جماعت کے لوگ بھی اس ہفتے میں تبلیغ کیلئے وقف ہوں۔ اور یوں معلوم ہو۔ کہ ایک ساری دنیا کو ہم نے احمدیت میں داخل کر لیا ہے لیکن میں کہتا ہوں۔ ساری دنیا کو تو الگ رہا۔ پہلے پنجاب کو اور پہلے کم از کم اپنے ضلع کو تو محفوظ کر لو۔ احمدیت کے لئے ایک ہفتہ کی بجائے

### تبلیغ احمدیت کا ایک دن

ہی مقرر کر لو اور اس میں اس طرح شور ڈال دو۔ کہ یوں نظر آئے۔ آج زمین بھی اور آسمان بھی درخت بھی پانی کے قطرے بھی بچے بھی اور بڑے بھی سب تبلیغ کیلئے نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ اب میں

### دعا

کرتا ہوں۔ باقی دوست بھی دعا کریں۔ میں ان بچوں کے لئے خاص طور پر دعا کرونگا۔ مگر باقی دوست بھی دعا کریں۔ کہ خدا تعالیٰ انکی سستیوں کو دور فرمائے اور ہم سب کی سستیوں اور غفلتوں کو بھی دور فرمائے۔

# دُنیا کی اقتصادی مُشکلات کا حل اسلام میں

### دنیا کا امن خطرہ میں

موجودہ زمانہ میں سوشل اقتصادیات کے سوال نے نہایت ہی نازک صورت پیدا کر رکھی ہے۔ قریباً دنیا کے ہر حصہ میں مزدوری اور سرمایہ داری کی جنگ جاری ہے۔ جس نے امن و امان کو خطرہ میں ڈال رکھا ہے۔ ہندوستان بھی اس سے محفوظ نہیں۔ یہاں بھی یہ سوال روز بروز اہمیت حاصل کرتا جا رہا ہے۔ اور اگر غور کیا جائے۔ تو اس تمام فساد کی جڑ یہی ہے۔ کہ اموال اور املاک کی تقسیم کا مروجہ طریق تسلی بخش نہیں۔ اسلام نے اس بارہ میں جو تعلیم دی ہے۔ اگر اس پر عمل کیا جائے۔ تو ان مشکلات کے پیدا ہونے کا کوئی امکان نہیں ہو سکتا۔

### ہر ایک کیلئے ترقی کا راستہ کھلا ہے۔

اسلام نے بتایا ہے۔ کہ زمین۔ سورج چاند اور ستارے وغیرہ کسی خاص قوم یا ملک کے لئے نہیں۔ بلکہ بنی نوع انسان کے عام فائدہ کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے ایسا انتظام کیا ہے کہ ہر فرد و بشر بغیر کسی استثناء کے ان سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اور ہر انسان کو بھی ان قدرتی ذرائع سے اپنی ترقی کے لئے فائدہ حاصل کرنا چاہیئے۔ حاصل کر سکتا ہے۔ چونکہ مقابلہ کی روح اور میدان زندگی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا جذبہ بغیر کسی استثنا کے انسانی فطرت میں رکھا گیا ہے اس لئے اسلام نے فاستبقوا الخیرات کہکر ایسے مقابلہ کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ یعنی بتایا ہے۔ کہ انسان کو چاہیئے۔ اچھے کاموں میں دوسروں سے آگے بڑھنے کی کوشش کرے

### نظام عالم میں اختلاف ضروری ہے

مگر ہم دیکھتے ہیں۔ اس جد و جہد اور کامیابی کے لئے دوڑ دھوپ میں بعض لوگ تو بہت فوائد حاصل کر لیتے ہیں۔ اور بعض کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ اسلام اس اختلاف کو نظام عالم میں ایک ضروری چیز قرار دیتا ہے۔ اور اس کی بناء پر ایک دوسرے سے حسد اور کینہ رکھنے کی ممانعت کرتا ہے۔ اور بتاتا ہے۔ کہ یہ اختلاف بے فائدہ نہیں۔ بلکہ نظام عالم کو قائم رکھنے کے لئے ایک لازمی چیز ہے۔ اگر وہ لوگ جو زیادہ محنت کرتے ہیں۔ یا جو زیادہ قابلیت کے ساتھ اپنا کاروبار چلانے اور اس کا اہتمام کرنے کی استعداد اور اہلیت رکھتے ہیں۔ مناسب انعامات سے محروم کر دیئے جائیں۔ تو کشمکش حیات اور زندگی کی جد و جہد کا خاتمہ ہو جائے اس لئے اسلام اس اختلاف اور بین فرق کی ضرورت تو تسلیم کرتا ہے لیکن ایسے کامیاب لوگوں کو حکم دیتا ہے۔ کہ وہ اپنے بھائیوں کی امداد سے جو بدقسمتی سے زیادہ کامیابی حاصل نہیں کر سکے۔ غافل نہ ہوں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے جو کچھ پیدا کیا ہے۔ اس میں سب انسان حقدار ہیں۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے۔ کہ تمہارے اموال میں غرباء کا بھی حصہ ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ وفی اموالہم حق للسائل والمحروم الخ یعنی اسلام کہتا ہے۔ تمہاری دولت ایک ایسا ٹرسٹ ہے۔ جس کے فائدہ میں غرباء بھی حصہ دار ہیں۔

اس تعلیم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسلام مقابلہ کی سپرٹ کی بیشک تو حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اور اس سپرٹ کے نشو و نما کے لئے اس بات کی بھی اجازت دیتا ہے۔ کہ انسان جو کچھ دیانتداری سے کمائے اسے بیشک اپنے پاس رکھے۔ مگر چونکہ کائنات کی تمام اشیاء بنی نوع کی مشترکہ چیزیں ہیں اس لئے امراء کی دولت میں غرباء کا بھی ایک حصہ مقرر کرتا ہے۔

### نہایت اہم سوال

اس وقت دنیا میں مختلف کاروبار اور انسٹی ٹیوشنز ایسے ہیں جنہوں نے ترقی کرنے اور ایک دوسرے سے بڑھنے کی خواہش کو چند افراد تک ہی محدود کر دیا ہے اور ان کی موجودگی میں باقی لوگوں کی ترقی کا راستہ بند ہو گیا ہے۔ وہی چند مخصوص افراد دولت کماتے۔ اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ باقی تمام دنیا اس جد و جہد سے علیحدہ رہ کر ان کی دوڑ کو دیکھ رہی ہے۔ اور اگر دنیا میں مسابقت اور ترقی کی روح کو زندہ رکھنا ہے۔ تو لازماً ایسے اداروں کو بند کرنا پڑے گا۔ اور یا پھر ان میں مناسب ترمیم و اصلاح کرنی ہو گی۔ لیکن ایسا کرنے سے ان کے مالکان کو نقصان پہنچنا لازمی ہے یہ ایک نہایت اہم سوال ہے۔ مگر اسلام نے جو ہدایات دی ہیں۔ اگر ان پر عمل کیا جائے۔ تو ایسے ادارات کے مالکان کو بھی اپنے جائز حقوق سے محروم نہیں ہونا پڑتا۔ مقابلہ کی سپرٹ کی نشو و نما بھی قائم رہتی ہے۔ افراد کے لئے اپنی خداداد استعدادوں اور قابلیتوں سے استفادہ کا امکان بھی باقی رہتا ہے۔ ان لوگوں کا حصہ بھی جنہوں نے وہ دولت پیدا کرنے میں کسی طرح بھی مدد دی۔ ان کو پہنچ جاتا ہے۔ اور ان سب باتوں کے باوجود ترقی کا میدان ہر طبقہ اور جماعت کے افراد کے لئے کھلا رہتا ہے۔ اور ادنیٰ و پست اقوام کو بھی ترقی کے امکانات ایسے ہی مل سکتے ہیں جیسے دوسرے لوگوں کو۔ اور پھر انسانی ضروریات بھی پوری ہوتی رہتی ہیں

### اسلام کی ضروری ہدایات

اسلام کی اس بارہ میں حسب ذیل ہدایات ہیں۔

اوّل یہ کہ چونکہ کائنات عالم کی تمام اشیاء بنی نوع انسان

کی مشترکہ جائداد ہیں اس واسطے کوئی فرد واحد کامل طور پر کسی چیز کا واحد مالک نہیں ہو سکتا۔ زید اگر ایک جائداد کا مالک ہے۔ تو اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ اس میں اس کا حصہ سب سے زیادہ ہے۔ کیونکہ اس نے اسے محنت سے حاصل کیا۔ لیکن یہ نہیں۔ کہ دوسروں کا اس میں مطلقاً کوئی حصہ نہیں۔ بلکہ اسلام نے امیر کی دولت میں غریب کا حصہ بطورِ حق قائم کیا ہے۔ اور ان لوگوں کے لئے جو اموال کو ایک دفعہ اپنے قبضہ میں کر لینے کے بعد اسے ہمیشہ کے لئے اپنے پاس محفوظ رکھتے۔ اور صرف اپنی ذات پر ہی صرف کرتے ہیں۔ قرآن شریف نے سخت عذاب کی خبر دی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم۔ یعنی جو لوگ سونے چاندی کو جمع کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی راہ میں اسے خرچ نہیں کرتے۔ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

دوم۔ اس خیال سے کہ لوگ اپنی تمام دولت ذاتی عزو جاہ پر ہی خرچ نہ کر دیں۔ اسلام نے خوراک۔ پوشاک۔ رہائش وغیرہ تمام امور میں اسراف کو ناجائز قرار دیا ہے۔ اس وجہ سے ایک مسلمان اپنی ذات پر اس قدر خرچ کر ہی نہیں سکتا جس سے اس کی جائداد یا دولت میں دوسروں کے حصہ پر نقصان رساں اثر پڑتا ہو۔ یعنی ان کے محروم رہ جانیکا احتمال ہو۔

سوم۔ ان ہدایات کے باوجود بھی لوگوں کے پاس اموال کا موجود رہنا ممکن ہے۔ اس لئے حکم دیا۔ کہ ان تمام تجارتی اشیاء قیمتی زیورات اور نقدی وغیرہ پر جو آدمی سال یا سال سے زیادہ عرصہ تک اپنے پاس جمع رکھے۔ ایک خاص شرح سے زکوٰۃ وصول کی جائے۔ گویا ایسے لوگوں پر حکومت کی طرف سے ایک ٹیکس لگایا جائے۔ جو غرباء اور حاجتمند لوگوں کی بہبودی پر خرچ کیا جائے۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ان اللہ افترض علیھم صدقۃ توخذ من اغنیاءھم وترد علی فقراءھم۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ صدقہ وغیرہ دینا امراء کا کوئی احسان نہیں۔ بلکہ اس محنت اور مشقت کے بدلہ میں جو غرباء اموال پیدا کرنے کے لئے کرتے ہیں۔ امراء کے مال کا ایک حصہ ان کا اپنا حق ہوتا ہے۔ جسے امراء سے لیکر ان کو دینا حکومت کے ذمہ ہے۔

چہارم۔ اسلام ترقی کی دوڑ میں ہر ایک کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اور ہر ایک شخص کو اپنی محنت اور ذہانت سے مناسب فائدہ اٹھانے کا بھی حق دیتا ہے۔ لیکن دوسرے کی ترقی میں روڑے اٹکانے کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ تیز دوڑنے والے کی ہر شخص تعریف کرتا ہے لیکن اگر وہ اس خیال سے کہ کوئی دوسرا مجھ سے آگے نہ بڑھ جائے راستہ میں رکاوٹیں پیدا کرتا ہے۔ تو اس کا یہ فعل ہر شریف انسان کے نزدیک قابل مذمت ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے دوسرے کو نقصان پہنچتا اور ان کی حق تلفی ہوتی ہے۔

### ترقی سے روکنے والے اسباب کا ازالہ

ان نہایت ہی ضروری ہدایات کے علاوہ اسلام نے اور بھی ایسے انتظامات کئے ہیں۔ جن سے ہر شخص کو ترقی کرنیکا پورا پورا موقعہ مل سکے۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ تین ذرائع ایسے ہیں۔ جو عامۃ الناس کو ترقی سے محروم رکھ سکیں۔ اول یہ کہ ملکی جائداد میں چند ایک لوگوں کے ہاتھ میں آجائیں۔ اور دوسرے لوگ ان میں سے کوئی حصہ نہ پا سکیں۔ دوم یہ کہ وہ لوگ جنھوں نے ایک بار کسی نہ کسی وجہ سے زیادہ دولت حاصل کر لی ہو۔ اس سے سُودی منافع حاصل کریں۔ اور دوسرے لوگ اپنی ضروریات کے موقعہ پر ان سے سُودی قرض لیں۔ اور تیسرے یہ کہ تجارتی اموال پر بہت گراں شرح سے منافعہ حاصل کیا جائے۔ اس طرح بھی دولت چند ایک سرمایہ داروں کے ہاتھ میں جمع ہو جاتی ہے۔ اسلام نے ان تینوں روکاوٹوں کے لئے نہایت مناسب علاج تجویز کئے ہیں۔ اول تو جدی جائداد کی تقسیم اس طرح کی ہے۔ کہ وہ مختلف حصوں میں منقسم ہو جاتی ہے۔ اور چند لوگوں کے ہاتھ میں جمع ہونے نہیں پاتی۔ دوسرے سُودی لین دین ممنوع قرار دیا ہے۔ تیسرے تجارتی اموال پر ایک خاص شرح سے زکوٰۃ کی وصولی کا حکم دیا ہے۔ اور پھر ایسی تمام صورتوں کی ممانعت کر دی ہے۔ جن سے بہت زیادہ منافع حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ایسے ٹرسٹ وغیرہ بنانا جن سے نامناسب طور پر زیادہ منافع وصول کیا جا سکے۔ ناجائز قرار دیا ہے۔ اور اسلامی حکومت میں ایسے ٹرسٹ وغیرہ جاری نہیں کئے جا سکتے۔

پس سوشل اقتصادیات کے اس نظام پر جو اسلام نے تجویز کیا ہے۔ اگر عمل کیا جائے۔ تو دنیا میں اس وقت مزدوری اور سرمایہ داری کی جو کشمکش ہے۔ اس کا فی الفور خاتمہ ہو جائے۔

---

## بجٹ چندہ عام سنہ ۱۹۳۱-۳۲ء

بجٹ فارم برائے تکمیل خانہ پری تمام جماعتوں کو بھیجے ہوئے ایک ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔ بجٹ فارم کے ساتھ مطبوعہ چٹھی بھیجی گئی تھی جس میں ۱۰ مارچ تک بجٹ فارم مکمل کر کے بیت المال میں پہنچانے کے لئے تاکید کی گئی تھی۔ لیکن تعجب ہے۔ کہ جماعتوں نے اس طرف بہت کم توجہ کی ہے۔ اس لئے پھر توجہ دلاتا ہوں۔ کہ فوراً بجٹ فارم کی خانہ پُری کر کے ارسال فرمائیں۔

(۱) کوئی احمدی درج فارم ہونے سے رہ نہ جائے۔

(۲) فارم کے ساتھ صحیح آمدنی درج کی جائے۔ زمیندار دوست غلہ کی پیداوار پر آمد کا تخمینہ لگا کر درج کرا دیں۔

(۳) آمد پر باشرح چندہ ا/ فی روپیہ یا اڑھائی سیر فی من کے حساب سے درج کریں جو دوست کسی مجبوری سے شرح کے مطابق ادا نہ کر سکتے ہوں۔ وہ مرکز سے منظوری لے کر کم شرح سے بھی دے سکتے ہیں۔

(ناظر بیت المال)

---

## نظارت دعوۃ و تبلیغ کا ضروری اعلان

بار بار کے اعلانات کے باوجود احباب بغیر مشورہ اور اجازت نظارت ہذا مباحثات کی طرح ڈال کر مرکز سے مبلغین کا فوری مطالبہ کرتے ہیں جس سے نظارت کی ذمہ واری کو کئی قسم کی مشکلات میں ڈال دیتے ہیں۔ مثلاً مخالفین کو تحریر لکھ کر دیدیتے ہیں۔ کہ اگر کوئی فریق اپنے مناظر کو تاریخ مقررہ پر پیش نہ کر سکیگا۔ تو وہ فریق شکست خوردہ تسلیم کیا جائیگا۔ اس قسم کی جلد بازی سے کام لے کر نہ صرف اپنے لئے نازک صورت پیدا کر لیتے ہیں۔ بلکہ جماعت کے عام وقار کو بھی صدمہ پہنچانے سے دریغ نہیں کرتے۔ بعض جگہ یہ علم رکھتے ہوئے کہ فلاں ضرورت کے لئے فلاں وقت پر مبلغ کی ضرورت ہو گی۔ پھر بھی تساہل سے کام لیا جاتا ہے۔ اور آخری گھڑی میں اپنا مطالبہ اس زور سے پیش کیا جاتا ہے۔ کہ جیسے ایک ناگہانی آفت آرہی ہے۔ اس افراتفری کی وجہ سے جن مشکلات میں سے نظارت ہذا کو گزرنا پڑتا ہے۔ وہ وہی جانتی ہے۔ چونکہ احباب نے نظارت ہذا کے اعلانات پر توجہ نہیں کی۔ اس لئے میں نے اس غلط رویہ کا سدِ باب کرنے کے لئے تاوان لینا شروع کر دیا ہے۔ اور یہ تاوان ان جماعتوں یا اُن احباب سے وصول کیا جائیگا۔ جو اس قسم کی بے قاعدگی کرینگے۔ اور ایسی جماعتوں کی اس قسم کی بے قاعدگیوں کے متعلق اخبار میں بھی اعلان کر دیا جایا کرے گا۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ)

---

## اعلان نظارت تعلیم و تربیت

(۱) احباب کو معلوم ہو گا۔ کہ امسال مجلس مشاورت کا انعقاد انشاء اللہ تعالیٰ شروع اپریل ۱۹۳۱ء میں ہو گا جس سے قبل صیغہ ہذا کی سالانہ رپورٹ تیار کی جانی ضروری ہے۔ لہذا بذریعہ اعلان ہذا جملہ سکرٹری صاحبان و امراء و پریذیڈنٹ صاحبان جماعت ہائے احمدیہ کو توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ وہ بہت جلد اپنی اپنی مقامی جماعت کی سالانہ رپورٹ دفتر ہذا میں ارسال فرمائیں جس میں وہ تمام کارروائی مفصل درج ہو۔ جو کہ سال بھر میں اپنی مقامی جماعت کی تعلیم و تربیت کے بارے میں کی گئی ہے۔ چونکہ ان تمام موصول شدہ رپورٹوں کے مطالعہ اور ان کے مناسب اندراج کے لئے بھی مناسب وقت صرف کرنا پڑیگا۔ اسلئے تاکید ہے کہ ۲۰ مارچ تک بہرحال رپورٹ ہائے مذکورہ دفتر نظارت تعلیم و تربیت میں موصول ہو جانی چاہئیں۔

(۲) لجنہ اماء اللہ کی رپورٹیں بھی ساتھ ہی بھجوا دی جائیں۔

(ناظر تعلیم و تربیت)

مکرمہ بنت ظہور الحق صاحب فاروقی مرحوم انسپکٹر ڈاکخانہ ورئیس شاملی لکھتی ہیں۔ کہ میں نے تین بوتلیں شربت فولاد استعمال کی ہیں۔ شربت واقعی مفید اور امراض مستورات کی بہترین دوا ہے۔ اس لئے تین بوتلیں اور بھیجدیں مشکور ہونگی ؛

قیمت فی شیشی پچاس خوراک دو روپے محصول ۸ر

تیار کردہ شفاء عام میڈیکل ہال قادیان

## ترقی کا راز

سپورٹس کی اشیاء رعایتی قیمتوں پر احمدی فرم سے حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز خرید فرماویں۔ انگلستان جس چیز کے ذریعہ ترقی کر کے ۱/۴ حصہ دنیا پر قابض ہوا۔ وہ سپورٹس ہے۔ اس لئے احباب سپورٹس مین بننے کی کوشش کریں :-

| اشیاء | | قیمت |
|---|---|---|
| والی بال کیس زرد رنگ بہ پسینہ اول درجہ | فی عدد | [illegible] |
| " " " دوم | " | [illegible] |
| " " رنگین سرخ و سبز درجہ اول | " | [illegible] |
| " " نیٹ عمدہ اول درجہ نیتہ دو طرفی | " | [illegible] |
| " " " دوم " یک طرفہ | " | [illegible] |
| " " " سوم " " | " | [illegible] |
| بلیڈر نمبر ۵ برائے والی بال نمبر ۵ | " | ۱۲ر |
| ہاکی شکس لیدر سیون اول درجہ رگدار عمدہ قسم | " | [illegible] |
| " " " دوم " درجہ عمدہ قسم | " | [illegible] |
| " ربر بونڈ " " اول " عمدہ قسم | " | [illegible] |
| " " " " دوم " | " | [illegible] |
| " بال سفید چمڑہ اول " ریکارڈ کراؤن | " | [illegible] |
| " " " دوم سولجر | " | [illegible] |
| " " " سوم " پاپولر | " | [illegible] |

نظام اینڈ کو شہر سیالکوٹ

بے روزگاروں کو مژدہ

### نقالوں میں کھلبلی

ہمارے کٹ پیس کے موجودہ نرخ دیکھ کر اب پڑ گئی آپ بھی جوڑ سے چکنے اشتہاری الفاظ کے دھوکہ سے بچو۔ مال اس کمپنی سے خرید و جس کا اپنا سٹور ہو تاکہ کوری موچھوں پر کاروبار ہو نرخ نامہ طلب کرو ؛

برٹش ہوم لمیٹڈ فورٹ بمبئی

# ڈاکٹری اور طبی دنیا

یہ ایک حقیقت ثابت ہے۔ کہ دانتوں اور مسوڑوں کی خرابی ام الامراض ہے۔ خصوصاً جب مسوڑوں میں پیپ پڑ جائے۔ یورپین و امریکن ڈاکٹروں اور یونانی اطباء کا متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ مسوڑوں کی پیپ اور دانتوں کی دیگر بیماریاں جسم انسانی کے انجن (معدہ) کو خراب کر کے صحت کو برباد کرتی ہیں۔ اس لئے ہر انسان کا فرض ہے۔ کہ وہ صحت کو قائم رکھنے کے لئے اس مرض متعدی کا تدارک کرے۔ ورنہ معمولی غفلت کا خمیازہ امراض شدیدہ کا سامنا ہوگا۔ افادہ عام کے لئے ہم نے منجن محافظ دندان ایجاد کیا ہے جو بعد تجربہ امراض دندان کیلئے نہایت مفید ثابت ہوا۔ دانتوں میں کیڑا لگنا۔ دانتوں کا ہلنا۔ پانی لگنا۔ درد کرنا۔ گندہ ہونا۔ جڑوں میں سوزش۔ میل جمنا۔ مسوڑوں کا زخمی ہونا۔ پیپ پڑ جانا۔ خون آنا۔ مسوڑوں کا پھولنا۔ مسوڑوں کی کھجلی۔ جلن۔ بدبو۔ گوشت خوردہ ان سب امراض کے لئے منجن محافظ دندان بیحد مفید ہے۔

قیمت فی شیشی ایک روپیہ ؛

عبدالرحمن کاغانی ۱۰۰ اخبار حمانی
قادیان

# صرف ایک دفعہ تین سو روپے لگا کر ایک سو روپیہ ماہوار منافع حاصل کیجئے

ہمارا آہنی خراس بسیط چکی لگا کر چھ روپے روزانہ آمدنی اور خرچ نکالکر خالص منافع یکصد روپیہ رہیگا۔ خراس کے حالات اور تخمینہ طلب فرمائیے اور ہمارے تیار کردہ آہنی رہٹ۔ چارہ کترنے کی مشینیں (چاف کٹرز) انگریزی ہل نیشکر کے بیلنہ جات۔ بادام روغن نکالنے۔ قیمہ بنانے اور سیویاں تیار کرنیکی بے نظیر نو ایجاد مشینیں۔ رائس ہلرز (چاولوں کی مشینیں) دستی پمپ و دیگر ہر قسم کی مشینری منگانے کیلئے (جو مفید۔ کارآمد اور مضبوط ہونے کے علاوہ بیحد ارزاں بھی ہیں اور جنکی روز بروز مانگ بڑھ رہی ہے) ؛

ہماری باتصویر فہرست

## مفت

طلب کیجئے ؛

ایم۔ اے۔ رشید اینڈ سنز بٹالہ ضلع گورداسپور
(پنجاب)

# بے روزگاری سے نجات

## گھر بیٹھے تجارت کر کے فائدہ اٹھائیے

کٹ پیس کا نیا مال اور بالکل نئے اور دلکش ڈیزائن مال نہایت اعلیٰ اور قیمتیں پہلے سے کم۔ دوکاندار اصحاب کے لئے نادر موقع ہے۔ نمونہ کی گانٹھ جس میں مختلف قسم کے کٹ پیس ہیں۔ قیمت ڈیڑھ سو روپیہ اس سے بڑی گانٹھ کی قیمت تین سو روپیہ۔ یہ تھوک فروشی نرخ ہیں۔ مال میں حسب خواہش تبدیلی ہو سکتی ہے۔ اپنی مارکیٹ کی ضروریات لکھ بھیجیے۔ ولایت و امریکہ کی پوری سربند گانٹھیں آٹھ سو سے ہزار روپیہ تک۔ اور ان میں اڑھائی فیصدی رعایت ہوگی۔ سب روپیہ پیشگی آنے پر دو روپیہ سیکڑہ مزید ڈسکاؤنٹ اور مال کی روانگی میں ترجیح دی جائے گی۔ دس فی صدی روپیہ بہر حال پیشگی آنا چاہیئے ؛

### غیر تاجر اصحاب

اور چھوٹے مقامات کے دوکاندار چھوٹی گانٹھیں منگوائیں۔ قیمت پچاس روپیہ فی گانٹھ۔ جس میں نہایت مفید لیٹر ہوگی۔ ایک گانٹھ میں گھر کے سب چھوٹے بڑوں کی ضروریات پوری ہو سکتی ہیں۔ کم خرچ بالانشین :- زنانہ مردانہ حسب منشاء و لمبائی کے ٹکڑے بھیجے جائیں گے۔ ایک گانٹھ منگوا کر دیکھئے۔ کتنی بچت ہوتی ہے ؛

نوٹ :- جملہ آرڈروں پر کرایہ مال گاڑی اور نصف کرایہ سواری گاڑی ہمارے ذمہ۔ کل قیمت مال پیشگی بھیجنے والے کو دو فیصدی مزید کمیشن دی جائیگی۔ معقول تنخواہ اور کمیشن پر ہر چھوٹے بڑے مقام میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے ؛

دی اینگلو امریکن ٹریڈنگ کمپنی
بمبئی نمبر ۸

## اولادِ نرینہ

جب حمل قرار پا چکے۔ تو حاملہ کو دوسرے مہینہ کے درمیان یہ دوائی صرف ایک ہی دفعہ کھلا دینے سے خدا تعالیٰ کی حکمت کاملہ سے امید واثق ہے۔ لڑکا پیدا ہوگا۔ اور اولاد نرینہ کے آرزومند اس نعمت الٰہی سے ضرور فائدہ اٹھائیں

قیمت صرف دس روپیہ معہ محصولڈاک

منیجر شفاخانہ ولیپذیر سلانوالی ضلع سرگودہا

# ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— نیو دہلی سے ۵ مارچ کو گاندھی ارون سمجھوتہ کے متعلق گورنر جنرل باجلاس کونسل نے ایک بیان شائع کیا ہے جس کا ملخص یہ ہے۔ کہ اس سمجھوتہ کے نتیجہ میں آئندہ گول میز کانفرنس میں کانگریسی نمائندوں کو شامل کیا جائیگا جس میں ہندوستان کی آئندہ آئینی حکومت کی سکیم پر غور ہوگا سکیم کے ضروری اجزاء فیڈریشن۔ ہندوستان کو ذمہ داری عطاء کرنا۔ اور اس کے مفاد کے تحفظ ہونگے۔ تحفظات میں غیر ملکی معاملات۔ اقلیتوں کی پوزیشن اقتصادی اور سرکاری ذمہ داریاں بھی ہونگی۔ کانگریس تحریک سول نافرمانی کو بند کردیگی۔ آئندہ برطانی مال کا مقاطعہ بطور سیاسی حربہ استعمال نہیں کیا جائیگا۔ اور جو لوگ برطانی مال کی خرید و فروخت بند کر چکے ہیں۔ اگر دوبارہ اسے جاری کرنا چاہیں۔ تو ان سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائیگا۔ شراب اور غیر ملکی اشیاء پر پُرامن پکٹنگ جس میں جبر و اکراہ۔ تخویف۔ روک ٹوک۔ مخالفانہ مظاہرہ نہ ہوگا۔ جائز ہوگا۔ اگر کسی جگہ یہ باتیں پیدا ہوں۔ تو وہاں پکٹنگ موقوف کردیا جائیگا۔ پولیس کی زیادتیوں کے متعلق تحقیقات نہیں کی جائے گی۔ حکومت کی طرف سے آرڈی نینس واپس لے لئے جائینگے۔ خلاف قانون انجمنیں آزاد سمجھی جائینگی۔ زیر سماعت مقدمات بشرطیکہ ملزم تشدد کے مرتکب نہ ہوئے ہوں۔ واپس لے لئے جائیں گے۔ ضمانتوں کے متعلق بھی یہی صورت ہوگی۔ اگر کسی قانون پیشہ کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہوگی۔ تو اسے واپس لے لیا جائیگا۔ فوج اور پولیس کے ملازمین پر حکم عدولی کا اگر کوئی مقدمہ دائر ہوگا۔ تو وہ واپس نہیں لیا جائیگا۔ تمام سیاسی قیدی جو تشدد کے مرتکب نہیں ہوئے۔ رہا کردیئے جائیں گے۔ جو جرمانے ابھی وصول نہیں ہوئے۔ وہ معاف کردیئے جائیں گے۔ تعزیری چوکیاں اگر لوکل گورنمنٹ پسند کرے۔ تو اُٹھ سکتی ہیں ایسی آرڈی نینس کے ذریعہ مقبوضہ جائدادیں واپس کردی جائینگی۔ بشرطیکہ وہ حکومت کے قبضہ میں ہوں۔ واجبات کی وصولی کے لئے جو جائدادیں ضبط ہوئی ہیں۔ اگر اس بات کی تسلی ہوجائے۔ کہ معقول عرصہ کے اندر ادائیگی کردی جائیگی۔ تو وہ بھی واپس ہوسکتی ہیں۔ اگر منقولہ یا غیر منقولہ جائداد فروخت ہوچکی ہو۔ تو اس کا کوئی معاوضہ نہ دیا جائیگا۔ ہاں وصول شدہ رقم اگر واجب الوصول رقم سے زائد ہو۔ تو زیادتی واپس ہوسکتی ہے۔ اگر کسی شخص کو یہ خیال ہو۔ کہ اس کی جائداد کی ضبطی یا قرقی خلاف قانون ہوئی ہے۔ تو وہ قانونی چارہ جوئی کرسکتا ہے۔ استعفوں کے بعد جو اسامیاں پُر ہوچکی ہیں۔ ان پر مستعفی بحال نہیں کئے جائینگے۔ ہاں اگر وہ لوگ درخواستیں دیں۔ تو ان کی بحالی کے لئے حکومت فراخدلی سے کام لیگی۔ غرباء جو ایسے علاقوں میں بود و باش رکھتے ہیں۔ جہاں نمک اکٹھا کیا جاسکتا ہے وہ اپنے استعمال کے لئے نمک لے سکتے ہیں۔ لیکن اس کی تجارت نہیں کرسکتے۔ حکومت کا اجارۂ نمک بدستور قائم رہے گا۔ اگر کانگریس ان شرائط پر عملدرآمد نہ کراسکی۔ تو حکومت پبلک اور افراد کے تحفظ اور لا اینڈ آرڈر کے احترام کے لئے مناسب کارروائی کریگی۔

مفاہمت کی ان شرائط کو دیکھ کر لارڈ ارون وائسرائے ہند کے فہم و فراست کی داد دینی پڑتی ہے۔ یہ ساری کی ساری شرائط ایسی ہیں۔ جن میں حکومت کے وقار کو پوری طرح ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اور گاندھی جی کے سابقہ دعاوی کو دیکھتے ہوئے حیرت ہوتی ہے۔ کہ لارڈ ارون نے ان شرائط پر انہیں راضی کرکے کتنا کمال دکھایا۔

—— ۶ مارچ لاہور میں مسلمان معززین کا جلسہ ہوا۔ جس میں طے پایا۔ کہ آل انڈیا مسلم کانفرنس کا بہت جلد انعقاد کیا جائے۔ ایک ہزار روپیہ چندہ اسی وقت جمع ہوگیا۔ اس کانفرنس کی ضرورت اب پہلے سے بھی زیادہ ہے۔

—— ۴ مارچ کو جدید مقدمہ سازش کے سلطانی گواہ اندر پال نے کہا کہ پولیس نے میرے پہلے بیان کو بدل دیا تھا۔

—— نئے مقدمہ سازش میں شہادت کے لئے بھگت سنگھ وغیرہ کو سزائے پھانسی کی درخواست ۶ مارچ کو ہائیکورٹ میں پیش ہوئی۔ عدالت نے وکیل کی بحث سننے کے بعد فیصلہ محفوظ رکھا۔

—— ملتان سنٹرل جیل میں پٹھانوں اور سکھوں کے درمیان شدید بلوہ ہوگیا۔ لاٹھیاں۔ پتھر اور نشتر استعمال کئے گئے۔ کئی قیدی زخمی ہوئے۔ ایک پٹھان اور ایک سکھ کی حالت نازک ہے۔ حادثہ کی اصل وجہ ابھی تک معلوم نہیں ہوسکی۔

—— ۵ مارچ کو دہلی میں گاندھی جی نے یورپین اور ہندوستانی اخبار نویسوں کے سامنے ایک گھنٹہ تقریر کی جس میں لارڈ ارون کی بہت تعریف کی۔ اور کہا۔ کہ وائسرائے نے میرے تمام شکوک رفع کردیئے ہیں۔ قربانیوں اور مصائب کی حد ہوگئی تھی۔ ایسی حالت میں تحریک کو طوالت دینا انتہائی بے وقوفی اور پرلے درجہ کی حماقت تھی۔ دراصل صلح کی وجہ یہی ہے۔

—— بنگلور میں ایک کھیل کے بعد ہندو مسلمانوں میں شدید فساد ہوگیا جس میں پولیس پر بھی حملہ کیا گیا۔ ایک انسپکٹر مجروح ہوا ۶۵ آدمی زخمی ہوئے۔ اور ۵۸ گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ افسوس کہ ہندوستان میں ہندو مسلمان اکٹھے ملکر کھیل بھی نہیں سکتے۔

—— لنڈن کی ایک خبر مظہر ہے۔ کہ ۳ مارچ کو ارل رسل سابق وزیر ہند حرکت قلب بند ہوجانے سے انتقال کرگئے۔ کچھ روز سے آپ بعارضہ انفلوئنزا بیمار تھے۔

—— کوہ مری سے سخت برفباری کی خبر آئی ہے۔ مارچ کے مہینہ میں برف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کی تصدیق کررہی ہے۔

—— گاندھی جی نے ایک انٹرویو کے دوران میں کہا کہ اگر ہندوستان کو آزادی حاصل ہوئی۔ تو ایک مشترکہ جھنڈے تلے ہوگی۔ اور پھر ہر ایک شریک کار اپنا اپنا الگ جھنڈا رکھیگا۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ ہندوستان سے روانگی سے قبل بمبئی میں لارڈ ارون کو نیز گاندھی جی کو ایک ایڈریس دینے کی تیاریاں ہورہی ہیں۔ یہ لارڈ ارون کی اس کوشش کا صلہ ہوگا۔ جو انہوں نے مصالحت کے لئے کی ہے۔ وگرنہ چند روز قبل جب بلدیہ میں ایک ایسی قرارداد پیش ہونیوالی تھی۔ تو کانگریسیوں نے پکٹنگ کرکے ممبران کو اندر جانے سے روک دیا تھا۔

—— ہندوستان میں صورت حالات کے متعلق وزیر ہند نے پارلیمنٹ میں جب حکومت ہند کا شائع کردہ بیان پڑھا۔ تو ہر طرف سے نعرہ ہائے تحسین بلند کئے گئے۔ لبرل اور لیبر ممبروں نے وائسرائے کو مبارکباد بھیجی۔ اور ممبروں نے شکریہ کے تار ارسال کئے۔

—— ۶ مارچ کو ممبر مالیات نے اسمبلی میں اعلان کیا۔ کہ جب ضروریات پوری ہوجائینگی۔ تو فوجی اخراجات کم کردیئے جائینگے۔

—— لنڈن کی ایک خبر ہے۔ کہ گاندھی ارون سمجھوتہ ہوجانے کی وجہ سے توقع ہے۔ کہ اب ماہ جون میں نئے انتخابات ہوجائینگے۔

—— بمبئی سے کسی انجمن آزادی ہند نے گاندھی ارون سمجھوتہ کی مخالفت شروع کردی ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ گاندھی نے اس طرح صلح کرکے تحریک کو کمزور کردیا ہے۔

—— جبل پور میں کسی شریر نے ملکہ وکٹوریہ کے سنگ مرمر کے بُت کو تارکول ملکر خراب کردیا۔ اس قسم کی حرکات اخلاق کو بٹہ لگانے کے سوا کوئی نتیجہ پیدا نہیں کرسکتیں۔

—— اسلامیہ کالج پشاور کے ایک طالب علم کو ایک قابل اعتراض باغیانہ ڈرامہ بزبان پشتو شائع کرنے کی وجہ سے پولیس نے گرفتار کرلیا۔

—— گاندھی جی نے پکٹنگ کے متعلق رضا کاروں کو ہدایات دی ہیں۔ کہ وہ کسی سے ناجائز سلوک نہ کریں۔ دوکانوں کے آگے مت لیٹیں۔ ہائے ہائے اور دیگر بیہودہ نعرے مت لگائیں۔ کسی کا بُت بنا کر اسے جلایا یا دفنایا نہ جائے۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ باتیں اگر اب گاندھی جی کے اصول کے خلاف ہیں۔ تو پہلے کیوں نہ تھیں۔ اور کیوں انہیں جاری رکھا گیا۔

—— ایسوشی ایٹڈ پریس کے نمائندہ سے دوران ملاقات میں گاندھی جی نے کہا۔ کہ ہم گول میز کانفرنس میں ملکی آزادی کا مطالبہ کرینگے۔ اور ہندوستان اپنے قرضوں کا ایک ایک پیسہ ادا کرنے کا ذمہ وار ہے۔

—— پشاور کی ایک خبر مظہر ہے۔ کہ تجارت کو فروغ دینے کے لئے حکومت افغانستان نے کابل افغان بنک قائم کیا ہے۔ جس کی شاخیں مزار شریف پشاور کوئٹہ اور قندھار میں کھولی گئی ہیں۔ یہ افغانستان کا سب سے پہلا بنک ہے۔ اور موجودہ حکومت کی دانشمندی کی دلیل ہے۔

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)